

سم افرنگ کا تریاق

صحیح وقت پر کیا گیا فیصلہ قوموں کی حالت بدل دیتا ہے اور یہی فیصلہ کرنے میں کچھ دیر ہو جائے تو قوموں کی حالت بگڑ جاتی ہے۔ آج کے حالات میں اگر ہم مسلمان پاکستانی بن کر سوچیں تو ہم پر بہت بڑی ذمہ داری عائد ہوتی ہے۔ ہمارے بڑوں کے کئے گئے کچھ غلط فیصلے ہمارا سب کچھ تباہ کرنے کے لئے کافی ہیں لیکن اللہ نے ہمیں جس عقل و ہمت سے نوازا ہے وہ اس بات کا تقاضا کرتی ہے کہ ہم غلطیوں کا مداوا کر سکیں۔

ہمارا دشمن امریکہ جسے مسلم دنیا ”شیطان بزرگ“ کے نام سے بھی پہچانتی ہے لیکن اس سے بھی بڑا دشمن ہمارے اندر چھپا ہوا ہمارا نفس ہے جو ہمیں لائے یعنی خوفوں میں جکڑ لیتا ہے اپنے آپ کو کمزور کرنے اور امریکہ جیسی طاغوتی طاقتوں کو مضبوط کرنے کی تمام تر ذمہ داری ہم خود اپنے ناتواں کندھوں پر اٹھائے ہوئے ہیں امریکہ جو مسلم دنیا کو تباہ کرنے اور مسلمانوں کو نیست و نابود کرنے کا عزم لے کر اٹھا ہے اپنی معیشت کے بل بوتے پر اتر رہا ہے اس کی معیشت کے اہم ترین ستونوں میں بڑی بڑی کمپنیاں اور ریستورنٹ قابل ذکر ہیں۔ بہت کم لوگ یہ بات جانتے ہوں گے دنیا کی سب سے زیادہ بزنس کرنے والی انڈسٹری امریکہ کی **Coca Cola** ہے۔ جس کی برانڈ ویلیو بلین ڈالر رہے۔ **KFC** اور مکڈونلڈز اور امریکہ کے فاسٹ فوڈ ریستوران میں کراکری، فرنیچر سے لے کر سلاڈ کے ادنیٰ چیزوں تک تمام چیزیں امریکی کمپنیاں باہر سے سپلائی کرتی ہیں۔ یعنی تمام پیسہ چاہے وہ کیچ اپ کا ہو، چکن کا ہو، بوتلوں کا یا سلاڈ کا ان ہاتھوں میں پہنچ کر انہیں مضبوط کر رہا ہے جو ہمارا گلا دبائے ہوئے ہے۔ امریکہ ہم ہی سے حاصل کیا ہوا پیسہ ہمیں ہی تباہ کرنے کے لئے استعمال کر رہا ہے اور ہم اس کا ہاتھ بٹا رہے ہیں۔

ایک مکڈونلڈز اور ایک **KFC** کو آگ لگا دینا ہمارے جذبات کو اظہار تو ہو سکتا ہے لیکن مسئلہ کا مستقل حل نہیں۔ اس کے لئے ہمیں کسی بولڈ ایکشن کی ضرورت ہے۔ تحریک پاکستان میں اگر تحریک ترک موالات ہو سکتی ہے تو آج کیوں نہیں۔ آج بھی ہمارے جذبہ تحریک پاکستان کے دور ہی کی طرح جوان ہیں کیونکہ آج بھی ہماری بقاء کا سوال ہے اور ہماری کوششیں ہمیں ذہنی و معاشی غلامی سے نجات دلا کر سرخروئی عطا کر سکتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ، اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اپنی قوم اور اپنی آنے والی نسلوں کے سامنے یہ ثابت کرنے کا فیصلہ ہمارے ہاتھ میں ہے کہ کل کے لئے کون جعفر و صادق بن کر ناکامی و پچھتاوے کی چادر اوڑھے اپنے مکروہ فعل کے بدلے تاقیامت اپنے منہ پر غداری و کم ہمتی اور مصلحت کی سیاہی مل کر اپنے انہی بدمزاج اور گورے آقاؤں کی گولیوں کی بوچھاڑ کا نشانہ بن کر اپنے ابدی انجام، جہنم کی ذلیل و رسوا کرنے والی عمیق گہرائیوں میں جا گرنے کو پسند کرتا ہے اور کون شیر بنگال سراج الدولہ اور شجاعت و بسالت کا پیکر ٹیپو سلطان بن کر شہادت کی تابناک خلعت پہنے قیامت کے روز اپنے آقائے نامدار حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت کا حق دار اور جنت کی ابدی نعمتوں کو اپنے لئے پسند کرتا ہے؟

اخوانکم فی الاسلام

مسلم ورلڈ ڈیٹا پروسیسنگ پاکستان

دو نیم ان کی ٹھوکر سے صحرا و دریا سمٹ کر پہاڑ ان کی ہیبت سے رائی

- ❁ اُمتِ مسلمہ کی مردہ رگوں میں زندگی کی لہر دوڑانے اور
دلوں و لولہ تازہ پیدا کرنے کا طریقہ..... الجہاد
- ❁ اُمتِ مسلمہ کے جاہ و جلال اور شان و شوکت کا زرین عنوان..... الجہاد
- ❁ اُمتِ مسلمہ کی گم گشتہ متاعِ عزیز کا نقیب..... الجہاد
- ❁ اُمتِ مسلمہ کی ذلت و ادبار اور زبوں حالی کا واحد علاج..... الجہاد
- ❁ اُمتِ مسلمہ کی عظمت رفتہ کی بازیابی کا ایک ہی راستہ..... الجہاد
- ❁ اُمتِ مسلمہ کے تابناک مستقبل کا ضامن..... الجہاد
- ❁ اُمتِ مسلمہ کے انحطاط پذیر کردار کو از سر نو رفعت کردار سے
آشنا کرنے کا بہترین ذریعہ..... الجہاد
- ❁ اُمتِ مسلمہ کی دینی و ملی حمیت و غیرت کا نقیب..... الجہاد
- ❁ اُمتِ مسلمہ کی نشاۃ ثانیہ کا پہلا اور آخری زینہ..... الجہاد

الجهاد في سبيل الله

الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَى سَيِّدِ الْمُرْسَلِينَ وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِينَ ، آمَّا بَعْدُ !

جہاد کا مادہ ”جہد“ ہے جس کا مطلب کسی مقصد کے حصول کے لئے بھرپور کوشش اور دوڑ دھوپ کرنا۔ یہ لفظ جب اسلامی اصطلاح کے طور پر استعمال ہوتا ہے تو ”جہاد فی سبیل اللہ“ کے الفاظ کے ساتھ استعمال ہوتا ہے جس کا مطلب ہے اللہ کی راہ میں سعی اور کوشش کرنا، یعنی دین اسلام کے غلبہ دین اسلام کے تحفظ اور دین اسلام کی دعوت اور اشاعت کے لئے بھرپور سعی اور کوشش کرنا۔ جہاد کی تین اقسام ہیں جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد مبارک سے ظاہر ہے۔

﴿جَاهِدُوا الْمُشْرِكِينَ بِأَمْوَالِكُمْ وَأَنْفُسِكُمْ وَالسِّنْتِكُمْ﴾

”یعنی مشرکین کے ساتھ اپنے مالوں، اپنی جانوں اور اپنی زبانوں سے جہاد کرو۔“ (ابوداؤد) مال سے جہاد یہ ہے کہ دین اسلام کے غلبہ دین اسلام کے تحفظ اور دین اسلام کی دعوت و اشاعت پر اپنا مال خرچ کیا جائے۔ جان سے جہاد یہ ہے کہ زمانہ امن میں اپنے جسم و جان کی تمام صلاحیتیں مذکورہ مقاصد کے حصول کے لئے صرف کر دی جائیں اور زمانہ جنگ میں مذکورہ مقاصد کے حصول کی خاطر میدان جنگ میں دشمنان سے مقابلہ کیا جائے انہیں قتل کیا جائے اور اپنی جان کا نذرانہ شہادت کی صورت میں اللہ کے حضور پیش کیا جائے۔ جہاد کی اس صورت کے لئے قرآن مجید میں ”قتال فی سبیل اللہ“ کے الفاظ استعمال کئے گئے ہیں قتال فی سبیل اللہ کو جہاد بالسیف بھی کہا جاتا ہے۔ زبان سے جہاد یہ ہے کہ مذکورہ مقاصد کے حصول کی خاطر اپنی زبانوں سے مسلمانوں کے جذبات ابھارے جائیں اور دشمنان اسلام کے حوصلے پست کئے جائیں۔

زیر نظر کتاب کا موضوع چونکہ جہاد بالسیف یا قتال فی سبیل اللہ ہے لہذا جہاں کہیں بھی جہاد کا لفظ استعمال ہوگا اس سے مراد جہاد بالسیف یا قتال فی سبیل اللہ ہی ہوگا۔

جہاد فی سبیل اللہ کی فضیلت

قرآن وحدیث میں جہاد فی سبیل اللہ کی بڑی فضیلت بیان کی گئی ہے۔ قرآن مجید کی چند آیات کا خلاصہ درج ذیل ہے:

- ۱- اللہ تعالیٰ نے مجاہدین سے بلندی درجات، مغفرت اور اپنی رحمت کا وعدہ فرمایا ہے۔ (سورہ نساء آیت نمبر ۹۶)
- ۲- اللہ کی راہ میں مرنے اور مارنے والوں کے لئے اجر عظیم ہے۔ (سورہ نساء آیت نمبر ۷۴)
- ۳- قتال کرنے والوں کی اللہ تعالیٰ توبہ قبول فرمائے گا ان کی نصرت فرما کر کفار و مشرکین کو ذلیل و رسوا کرے گا۔ (سورہ توبہ آیت نمبر ۱۴-۱۵)
- ۴- قتال کرنے والوں سے اللہ تعالیٰ نے نہروں بھری جنت میں بہترین اور عمدہ گھروں کا وعدہ فرمایا ہے۔ (سورہ صف آیت نمبر ۱۲)

جہاد فی سبیل اللہ کی فضیلت میں چند احادیث مبارکہ ملاحظہ ہوں:

- ۱- جہاد کی نیت سے چند گھنٹے سفر کرنا روئے زمین کی ساری دولت سے افضل ہے۔ (مسلم)
- ۲- گھڑی بھر کے لئے اللہ کی راہ میں جہاد کرنا لیلۃ القدر میں حجر اسود کے قریب قیام کرنے سے بہتر ہے۔ (ابن حبان)
- ۳- اونٹنی کا دودھ دوہنے کے وقت برابر جہاد کرنے والے پر جنت واجب ہو جاتی ہے۔ (ترمذی)
- ۴- اللہ کی راہ میں ایک تیر چلانے کا ثواب ایک غلام آزاد کرنے کے برابر ہے۔ (ابن ماجہ)

جنگ احد میں جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شہادت کی افواہ پھیلی تو بہت سے صحابہ کرامؓ حوصلہ ہار بیٹھے حضرت انس بن نضر رضی اللہ عنہ کا ادھر

سے گزر ہوا تو پوچھا کس چیز کا انتظار کر رہے ہو؟“ صحابہ کرامؓ نے جواب دیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شہید کر دیئے گئے ہیں (اب جنگ کس لئے؟) حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا ”اب تم لوگ بھی زندہ رہ کر کیا کرو گے؟ اٹھو اور جس چیز پر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جان دی ہے اسی پر تم بھی جان دے دو۔“ حضرت نصر بن انس رضی اللہ عنہ آگے بڑھے تو حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ ملے پوچھا ”انس! کہاں جا رہے ہو؟“ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے جواب دیا ”جنت کی خوشبو کے کیا کہنے! حد پہاڑ کی دوسری طرف سے مجھے جنت کی خوشبو آ رہی ہے۔“ آگے بڑھے مشرکین سے دودھ ہاتھ کئے اور راہ حق میں جان جان آفرین کے سپرد کر دی۔ جنگ کے بعد حضرت انس رضی اللہ عنہ کے جسم پر نیزے، تلوار اور تیر کے اسی (۸۰) سے زیادہ زخم پائے گئے۔

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ اور حضرت عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہ ایک جہاد میں شرکت سے پہلے ایک جگہ اکٹھے ہوئے اور دونوں نے دعا مانگنے اور ایک دوسرے کی دعا پر آمین کہنے کا عہد کیا۔ پہلے حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے درج ذیل دعا مانگی۔ ”الہی! کل جو دشمن میرے مقابلے میں آئے وہ بڑا بہادر اور جنگجو ہو، الہی تو مجھے اتنی ہمت اور طاقت عطا فرما کہ میں تیری راہ میں اس کو قتل کروں۔“ اس دعا پر حضرت عبداللہ نے آمین کہی۔ پھر حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے یہ دعا مانگی۔ ”الہی! کل میرا مقابلہ ایسے دشمن سے ہو جو نہایت طاقتور اور جنگجو ہو مجھے اس کے ہاتھ سے شہادت نصیب ہو، وہ میرے کان، ناک کاٹ ڈالے جب میں تجھ سے ملوں اور تو مجھ سے پوچھے کہ اے عبداللہ! یہ تیرے ناک کان کیوں کاٹے گئے تو میں کہوں کہ ”اے اللہ! تیرے لئے اور تیرے رسول کے لئے۔“ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کی دعا پر حضرت سعد نے آمین کہی۔ اللہ تعالیٰ نے دونوں صحابہ کرام رضی اللہ عنہ کے دلی گہرائیوں سے نگلی ہوئی دعا قبول فرمائی چنانچہ حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے دوران جنگ ایک نامی گرامی مشرک کو قتل کیا جبکہ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے ابن احنس ثقفی کے ہاتھوں جام شہادت نوش فرمایا۔ اس کے بعد ان کی لاش کا مثلہ کیا گیا ان کے کان ناک اور ہونٹ کاٹ کر ہار بنایا گیا حضرت سعد نے لاش دیکھی تو بے اختیار پکار اٹھے ”واللہ! عبداللہ کی دعا میری دعا سے بہتر تھی۔“

جذبہ جہاد اور شوق شہادت کی تڑپ میں صحابیات رضی اللہ عنہن بھی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے کسی طرح پیچھے نہ تھیں حضرت خنساء بنت عمرو رضی اللہ عنہا پیرانہ سالی کے باوجود جنگ قادسیہ میں اپنے بیٹوں کے ساتھ شریک ہوئیں۔ جنگ سے پہلے اپنے بیٹوں کے سامنے یہ دلولہ انگیز تقریر کی۔ ”میرے بیٹو! تم اپنی خوشی سے اسلام لائے اپنی خوشی سے ہجرت کی اس اللہ کی قسم جس کے علاوہ کوئی معبود نہیں جس طرح تم ایک ماں کے پیٹ سے پیدا ہوئے ہو اسی طرح تم ایک باپ کی اولاد ہو تمہارا نسب بے عیب اور تمہارا حسب بے داغ ہے سمجھ لو کہ جہاد فی سبیل اللہ سے بڑھ کر کوئی کار ثواب نہیں آخرت کی دائمی زندگی دنیا کی فانی زندگی سے کہیں بہتر ہے کل اللہ کی نصرت کی دعا مانگتے ہوئے دشمنوں پر ٹوٹ پڑنا اور جب دیکھو کہ لڑائی کا تنور خوب گرم ہے اور جنگ کے شعلے بھڑک اٹھے ہیں تو خاص آتش دان میں گھس جانا اور دیوانہ وار تلوار چلانا۔ ہو سکے تو دشمن کے سپہ سالار پر حملہ آور ہونا کامیاب رہے تو بہتر اور اگر شہادت نصیب ہوئی تو یہ اس سے بھی بہتر ہے کہ آخرت کی فضیلت کے مستحق بنو گے۔ اگلے روز معرکہ کارزار گرم ہوا تو ضعیف العمر خاتون نے اپنے ناتواں ہاتھ بارگاہ الہی میں اٹھا دیئے ”الہی! میری متاع عزیز بھی تھی جو میں نے تیرے سپرد کر دی ہے۔“ جنگ ختم ہوئی تو اس جری اور حوصلہ مند خاتون نے باری باری اپنے چاروں بیٹوں کی شہادت کی خبر سنی تو پھر اپنے دست ناتواں بارگاہ الہی میں پھیلا دیئے ”اس اللہ کا شکر ہے جس نے مجھے اپنے بیٹوں کے قتل سے مشرف کیا اللہ تعالیٰ سے امید ہے کہ وہ قیامت کے دن مجھے اپنے بچوں کے ساتھ سایہ رحمت میں جگہ دے گا“

جذبہ جہاد اور شوق شہادت سے متعلق ہم نے تاریخ اسلام کے چند واقعات تحریر کئے ہیں ورنہ قرون اولیٰ کے مسلمانوں کی سیرت کا مطالعہ کرنے سے یہ پتہ چلتا ہے کہ جہاد ان کی روزمرہ زندگیوں میں اسی قدر رچ بس چکا تھا کہ ان کے نزدیک جہاد کے بغیر اسلامی زندگی کا تصور ناممکن اور ادھورا تھا اس کا کچھ اندازہ حضرت عبداللہ بن مبارک کے ان اشعار سے لگایا جاسکتا ہے جو انہوں نے جہاد پر روانہ ہوتے ہوئے اپنے ایک ساتھی حضرت فضیل بن عیاض رضی اللہ عنہ کو لکھوائے تھے۔

يَا عَابِدَ الْحَرَمَيْنِ لَوْ أَبْصَرْتَنَا
لَعَلِمْتَ أَنَّكَ فِي الْعِبَادَةِ تَلَعَبُ
مَنْ كَانَ يَخْضِبُ خَدَّهُ بِدُمُوعِهِ
فَنَحُورُنَا بِدِمَائِنَا تَخْضِبُ
رِيحُ الْعَبِيرِ لَكُمْ وَنَحْنُ غَيْرُنَا
دَهْجُ السَّنَابِكِ وَالْغُبَارِ الْأَطْيَبِ
(ابن کثیر)

ترجمہ ”اے حرم مکہ اور حرم مدینہ میں بیٹھ کر عبادت کرنے والے، اگر کبھی تو ہمارا حال دیکھ لے تو تجھے معلوم ہو جائے کہ تیری عبادت تو محض کھیل ہے ایک وہ شخص ہے جس کے آنسو اس کے رخساروں کو تر کرتے ہیں اور دوسرے ہم لوگ ہیں کہ اپنی گردنیں اللہ کی راہ میں کٹوا کر اپنے ہی خون میں نہا لیتے ہیں ہمارے لئے ”اگر“ کی خوشبوئیں اور ہمارے لئے گھوڑوں کی ٹاپوں کی خاک اور پاکیزہ غبار ہی ”اگر“ کی خوشبو ہے۔

ہارون رشید رحمۃ اللہ (۱۷۰ ہجری تا ۱۹۳ ہجری) نے ایک مرتبہ عظیم محدث ابو معاویہ رحمۃ اللہ علیہ سے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ حدیث سنی ”میری خواہش ہے کہ میں اللہ کی راہ میں جہاد کروں اور مارا جاؤں پھر جہاد کروں پھر مارا جاؤں (مسلم) حدیث سن کر ہارون رشید اتار دیا کہ کبھی بندھ گئی اور اس کے بعد اس نے ساری زندگی کیلئے معمول بنالیا کہ ایک سال حج کے لئے جاتا اور ایک سال جہاد میں شریک ہوتا۔

قرآن وحدیث کی تعلیمات حیات طیبہ کی ترغیبات اور قرون اولیٰ کی پاکباز ہستیوں کے طرز عمل نے مسلمانوں کے اندر جہاد اور شہادت کا وہ جذبہ اور ولولہ پیدا کر دیا ہے کہ ہر زمانے میں مجاہدین کے محیر العقول کارنامے کبھی دنیا کے اس خطے میں بکثرت ملتے ہیں۔ برصغیر ہندوپاک میں تحریک شہیدین انیسویں صدی میں جہاد فی سبیل اللہ کی بڑی ولولہ انگیز اور ایمان پرور تحریک تھی جس نے قرون اولیٰ کی یادیں تازہ کر دیں۔

۱۶۱۲ء میں ایسٹ انڈیا کمپنی تاجروں کے بھیس میں برصغیر ہند میں وارد ہوئی اور آتے ہی برصغیر پر اپنا تسلط قائم کرنے کے لئے عیارانہ چالوں اور مکارانہ سازشوں کا جال پھیلانا شروع کر دیا۔ ۱۶۶۸ء تک ہندوستان کی تینوں اہم بندرگاہوں کلکتہ، بمبئی اور مدراس پر ایسٹ انڈیا کمپنی نے اپنا قبضہ جمالیا۔ ہندوستان پر انگریزوں کے پھیلنے ہوئے منحوس سايوں کو ہندوستان کی دو عبقری شخصیتوں نے بھانپ لیا اولاً بنگال کے حکمران سراج الدولہ نے ثانیاً میسور کے حاکم حیدر علی نے، سراج الدولہ کو ۱۷۰۷ء میں جنگ پلاسی میں شکست دے کر انگریزوں نے سارے ہندوستان پر اپنے تسلط کا راستہ ہموار کر لیا۔ ۱۷۹۹ء میں سرنگاپٹم کے مقام پر حیدر علی کے بیٹے شجاعت اور بسالت کے پیکر سلطان ٹیپو کو شہید کیا گیا تو انگریز جنرل نے سلطان کی لغش پر کھڑے ہو کر بڑے مسرت سے یہ الفاظ کہے ”آج کے بعد ہندوستان ہمارا ہے۔“ چنانچہ ۱۸۰۳ء میں ایسٹ انڈیا کمپنی کے نمائندہ نے بادشاہ سے ملکی انتظام کا پروانہ بزرور لکھوا کر اعلان کر دیا ”خلق خدا کی، ملک بادشاہ سلامت کا، حکم کمپنی بہادر کا“ یہ صورت حال دیکھ کر حضرت شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے ہندوستان کے دارالحرب ہونے کا فتویٰ جاری کر دیا جس کے نتیجے میں ۱۸۸۶ء میں تحریک شہیدین کا آغاز ہوا جس کا انجام ۶ مئی ۱۸۳۱ء میں بڑے بڑے علماء اور مشائخ کی شہادت کی صورت میں نکلا بظاہر ناکامی کے باوجود سید احمد شہید رحمۃ اللہ علیہ کی لگائی ہوئی آگ پورے برصغیر میں سلگ رہی تھی چنانچہ ۱۸۵۷ء کی ایک صبح جن انگریزوں نے سلطنت مغلیہ کا چراغ گل کر کے بہادر شاہ ظفر کو جلاوطن کر دیا، علماء، فضلاء اور مشائخ انگریزوں کی بربریت کا نشانہ بنے، جابجا پھانسیاں گاڑی گئیں تو سید احمد شہید رحمۃ اللہ علیہ کی سلگائی ہوئی آگ پورے ہندوستان میں ”تحریک آزادی“ کی شکل میں بھڑک اٹھی، تحریک آزادی کا سفر شروع ہوا تو اس میں ہندو بھی شریک تھے لیکن قائدانہ کردار مسلمانوں ہی کا تھا جو اس تحریک میں جہاد فی سبیل اللہ کے جذبہ سے کام کر رہے تھے۔ خصوصاً تحریک شہیدین کے فیض یافتگان کا کردار بڑا سرفروشانہ تھا۔ تحریک آزادی ناکام ہوئی تو انگریزوں نے ہندوستان پر تادیر سامراجی مسلط قائم کرنے کے لئے دو طرح کے اقدام کئے۔ اولاً جہاد جو کہ مسلمانوں کے لئے جس میں خون کی حیثیت رکھتا تھا کا تصور ختم کرنے کے لئے اپنے قدیم وفادار خاندان کے ”گل سرسبد“ مرزا غلام احمد قادیانی کی آبیاری کی گئی (اس کا مفصل ذکر آگے آئے گا) ثانیاً مسلمانوں کو ان کے قائدانہ کردار کی سزا دینے کے لئے زندگی کے ہر میدان میں پیچھے رکھنے کا فیصلہ کیا گیا چنانچہ کلیدی عہدوں سے انہیں ہمیشہ کے لئے الگ کر دیا گیا ان پر ہر معاش کے دروازے بند کر دیئے گئے ان کی جائدادیں ضبط کر لی گئیں ان

کے اوقاف اور جائیدادوں کو ضبط کر لیا گیا جن سے ان کے مدارس چلتے تھے مجاہدین پر مقدمات قائم کر کے ان پر مصائب و آلام کے پہاڑ توڑ دیئے گئے انہیں طرح طرح سے ذلیل اور رسوا کیا گیا۔ تاکہ آئندہ کوئی شخص آزادی کا خواب تک دیکھنے کی جرات نہ کر سکے ان مظالم کی تفصیل بڑی لرزہ خیز اور روح فرسا ہیں۔ کتاب ہذا کے ضمیمہ میں ان مظالم کی چند جھلکیاں ملاحظہ کی جاسکتی ہیں۔

انگریزوں نے جن علماء، فضلاء اور مجاہدین پر مقدمے قائم کئے ان کی روئداد بڑی ایمان پرور بھی ہے اور روح فرسا بھی۔ پانچ مقدمہ ہائے سازش ان سب میں سے زیادہ مشہور ہیں۔ مقدمہ سازش انبالہ ۱۸۶۲ء، مقدمہ سازش پٹنہ ۱۸۶۵ء، مقدمہ سازش راجہ محل ۱۸۷۰ء، مقدمہ سازش مالوہ ۱۸۷۰ء، مقدمہ سازش انبالہ ۱۸۷۱ء۔ ہم ان میں سے صرف ایک مقدمہ سازش انبالہ ۱۸۶۲ء کی روئداد کے بعض حصے یہاں پیش کر رہے ہیں۔

۱۶ دسمبر ۱۸۶۳ء کو مولوی محمد جعفر تھانیسری رحمۃ اللہ علیہ جو کہ اپنے علاقہ کے نمبردار تھے، اپنے چار ساتھیوں سمیت گرفتار ہو کر انبالہ جیل میں پہنچے۔ دو ماہ بعد مولانا تھانی علی صادق پوری (امیر المجاہدین) اپنے تین ساتھیوں سمیت گرفتار ہو کر اسی جیل میں آئے تفتیش شروع ہوئی تو پولیس کیپٹن پارسن ڈی آئی جی پولیس میجر بمفیلڈ اور ڈی سی انبالہ کپتان ٹائی نے مولوی محمد جعفر رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا ”سازش کی تفصیل بتاؤ۔“ مولوی صاحب کا ایک ہی جواب تھا ”مجھے علم نہیں“ اس پر کپتان پارسن آپے سے باہر ہو گیا دیوانہ وار مولوی صاحب پر بید برسائے لگا ہر ضرب اتنی شدید تھی کہ ہاتھی پر پڑتی تو وہ بھی بلبلا اٹھتا مگر مولوی صاحب ضرب پر ضرب سہتے رہے پشت بازوؤں اور ٹانگوں سے خون رسنے لگا لیکن ان کے منہ سے اف تک نہ نکلی اس حیرت انگیز قوت برداشت سے پارسن باؤلا ہو گیا جوش جنوں میں پیٹتا اور چنگھاڑتا رہا مولوی صاحب مار کھاتے کھاتے زمین پر گر پڑے مولوی صاحب زمین پر پڑے پڑے مار کھا رہے تھے اور چپ تھے کپتان مارتے مارتے تھک گیا اس کی طاقت جواب دے گئی مگر مولوی صاحب سے ایک لفظ نہ نکلا اس کا پارسن مایوس ہو کر باہر نکلا۔ داروغہ نے کوٹھری کا دروازہ بند کر کے تالا لگا دیا اور پولیس کپتان ڈی آئی جی اور ڈی سی تینوں اپنی ناکامی پر تمللاتے بھناتے واپس چلے گئے مولوی صاحب کو اندازہ ہو گیا کہ یہ لوگ اب انہیں زندہ نہیں چھوڑیں گے مولوی صاحب کے ذمہ رمضان کے کچھ روز بے باقی تھے وہ رکھنے شروع کر دیئے۔

اگلے روز پارسن پھر آدھمکا اور مشق ستم شروع کر دی کچھ دیر کے بعد مولوی صاحب کو ڈی سی کے بنگلہ پر لے گیا وہاں ڈی سی کے علاوہ ڈی آئی جی بھی موجود تھا ڈی سی کہنے لگا ”مولوی تم بڑے سمجھدار آدمی ہو اپنے علاقہ کی ممتاز شخصیت ہو ہم تحریری وعدہ کرتے ہیں اگر جہاد میں شریک دوسرے لوگوں کے نام بتا دو تو ہم تمہیں وعدہ معاف گواہ بنا کر رہا کر دیں گے اور اعلیٰ منصب بھی دیں گے۔“ مولوی صاحب نے بلاتامل یہ پیشکش ٹھکرا دی اور اپنا وہی موقف دہرایا ”مجھے معلوم نہیں“ پارسن مولوی صاحب کو بنگلے کے ایک الگ کمرے میں لے گیا جہاں پولیس کے چار پانچ نو جوان منتظر بیٹھے تھے۔ پارسن کمرے میں داخل ہوتے ہی چیخا ”اسے پکڑ لو.....“ وہ خون خوار بیھیڑیوں کی طرح چھپٹے اور مولوی صاحب کو اوندھے منہ فرش پر دے پٹکا اور اس بے رحمی سے پیٹنا شروع کیا کہ اللہ کی پناہ کمرے کے در دیوار لرز اٹھے مار مار کر تھک جاتے تو سانس لیتے رکتے اور تازہ دم ہو کر مولوی صاحب کو لتروں، لاتوں اور بیدوں سے دھکنے لگتے سارا دن اسی وحشیانہ مار پیٹ میں گزر گیا مولوی صاحب کی زبان پر مسلسل یہ دعا جاری تھی ”الہی یہ وقت امتحان ہے مجھے اس میں ثابت قدم رکھ“ مار پیٹ نے زبان خشک کر دی حلق میں کانٹے چھپنے لگے کئی بار نیم غشی کی حالت طاری ہوئی اس کے باوجود فولاد کی طرح سخت اور ناقابل شکست تھے صبح آٹھ بجے سے رات آٹھ بج گئے اور مار پیٹ جاری رہی انگریز افسر نے مایوس ہو کر جیل پہنچا دیا بنگلے سے باہر نکلے تو درخت کے پتوں سے روزہ افطار کیا سارا جسم زخموں سے چورتھا مگر مرد حق کا سراب بھی بلند تھا انگریز مولوی صاحب کو سرنگوں کرنے میں ناکام رہے تھے۔

اپریل ۱۸۶۴ء میں گیارہ ”مجرمان عشق“ کی پہلی بار مجسٹریٹ کی عدالت میں پیشی ہوئی جن میں مولوی محمد جعفر اور امیر مجاہدین مولانا محمد تھانی علی صادق پوری اور باقی نوان کے جاٹار رفقاء تھے پیشی کے دوران نماز ظہر کا وقت آیا تو مولوی محمد جعفر رحمۃ اللہ علیہ نے نماز پڑھنے کی اجازت مانگی، مجسٹریٹ بہادر فرمانے لگے ”تم لوگوں کے لئے مقدمہ ملتوی نہیں کیا جاسکتا۔“ یہ جواب سن کر سارے بلاکشاں اسلام عدالت کے اندر ہی زمین پر تیمم کر کے مولانا تھانی علی کی امامت میں نماز کے لئے کھڑے ہو گئے۔ ارد گرد پولیس اور فوج کے دوسو مسلح جوان بندوقیں اور سنگینیں تانے منتظر حکم تھے تین دن ان مجرموں نے ایسے

ہی فرض عشق ادا کیا چوتھے روز مجسٹریٹ نے ایک ایک آدمی کو تین تین محافظوں کی حفاظت میں عدالت سے باہر جا کر نماز پڑھنے کی اجازت دے دی۔ ۲ مئی ۱۸۶۴ء فیصلہ کا دن تھا۔ ملزم تھکڑیوں، بیڑیوں اور طوق و سلاسل میں جکڑے ہوئے عدالت میں لائے گئے۔ عدالت کے جج ہربرٹ ایڈورڈز نے نفرت بھری نظر ملزموں پر ڈالی اور فیصلہ سنایا ”تجکی علی ولد الہی بخش، محمد جعفر ولد میاں جیون اور محمد شفیع ولد محمد تقی کو سزائے موت مع ضبطی جائیداد دی جاتی ہے۔ پھانسی کے بعد ان کی لاشیں گورستان جیل میں دفن کی جائیں۔“

مولانا تجکی علی کا نورانی چہرہ فیصلہ سن کر کچھ اور بھی روشن ہو گیا سارے مقدمے کے دوران آیات قرآنی زبان پر رہیں فرمانے لگے اگر ہفت اقلیم کی بادشاہت بھی مل جاتی تو اتنی خوشی نہ ہوتی جتنی اس سزا (شہادت) سے ہوئی۔ جج نے مولوی جعفر صاحب کو نفرت آمیز نگاہوں سے مخاطب کر کے کہا ”میں تمہیں پھانسی پر لٹکتا دیکھ کر بہت خوش ہوں گا تم نے اپنی ساری ذہانت اور لیاقت سرکار کے خلاف استعمال کی ہے۔“ مولوی صاحب نے بڑے سکون سے جواب دیا ”جان لینا اور دینا اللہ کا کام ہے وہ اس بات پر قادر ہے کہ میرے مرنے سے پہلے تمہیں ہلاک کر دے۔“ مولوی صاحب کی بات الہامی ثابت ہوئی چند دن بعد جج ناگہانی موت کا شکار ہو گیا۔ مقدمہ کے باقی آٹھ ملزموں کو جس دوام بہ عبور دریائے شور مع ضبطی جائیداد کی سزا سنائی گئی۔ پھانسی پانے والے تینوں مردان حق کے بارے میں انگریزوں میں یہ بات مشہور ہو گئی کہ یہ لوگ سزا پانے پر بہت خوش ہیں چنانچہ سیشن جج کے فیصلہ کے خلاف جوڈیشنل کمشنر کی عدالت میں اپیل دائر کی گئی۔ ۱۶ دسمبر ۱۸۶۴ء کو ڈپٹی کمشنر انبالہ نے پھانسی گھروں میں جا کر جوڈیشنل کمشنر کا حکم سنایا کہ تم لوگ پھانسی پانے کو بہت محبوب رکھتے ہو اس لئے سرکار تمہیں تمہاری دل چاہتی سزا نہیں دے گی اس نے تمہاری سزائے موت، جس دوام بہ عبور دریائے شور بدل دی ہے۔ جیل خانہ کے دستور کے مطابق تینوں قیدیوں کے سر اور داڑھی کے بال مونڈ دیئے گئے۔ مولانا تجکی رحمۃ اللہ علیہ بار بار کٹی ہوئی داڑھی کے بال اٹھا کر فرماتے ”افسوس نہ کرو تو اللہ کی راہ میں پکڑی گئی اور اس کی راہ میں کاٹی گئی“ مولانا تجکی علی رحمۃ اللہ علیہ صادق پوری اور ان کے رفقاء کرام ایک جیل سے دوسری جیل میں منتقل ہوتے رہے یہاں تک کہ دسمبر ۱۸۶۵ء میں جزائر انڈیمان (کالا پانی) پہنچا دیئے گئے۔ مولانا تجکی علی صادق پوری رحمۃ اللہ علیہ ۱۸ سال قید بامشقت کاٹنے کے بعد ۱۸ جنوری ۱۸۸۳ء کو رہا ہو کر ہندوستان پہنچے اور اس مقدمہ کی رواداد ابتلا ”تواریخ عجیب“ (معروف بہ کالا پانی کے نام سے رقم کی)۔

انگریزوں کے قائم کردہ باقی مقدمات بغاوت کی رونداد اپنی اپنی جگہ ایک الگ داستان استقامت و عزیمت ہے اللہ پر توکل کرنے والوں اور اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والوں کی سیرت، کردار، قربانی، ایثار، تقویٰ اور خلوص کے واقعات پڑھنے کے بعد انسان سوچنے لگتا ہے کہ یہ واقعات واقعی زندہ حقیقت ہیں یا افسانے ہیں یہ لوگ ہم جیسے گوشت پوست کے انسان تھے یا کوئی دوسری پراسرار مخلوق تھے۔ اندلس کے میدان میں طارق بن زیاد رحمۃ اللہ علیہ کی دعا کو شاعر مشرق علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ نے اشعار کی خوبصورت زبان عطا کی ہے وہ ایسے ہی عظیم انسانوں کے لئے تھی۔

یہ غازی یہ تیرے پراسرار بندے جنہیں تو نے بخشا ذوق خدائی

دو نیم ان کی ٹھوکر سے صحرا و دریا سمٹ کر پہاڑ ان کی ہیبت سے رائی

حق و باطل کی کشمکش میں حق کا یہ کردار کبھی سعدابی و قاص رضی اللہ عنہ اور کبھی خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کا مقدر بنا، کبھی محمد بن قاسم رحمۃ اللہ علیہ اور کبھی طارق بن زیاد رحمۃ اللہ علیہ نے ادا کیا کبھی سلطان محمود غزنوی رحمۃ اللہ علیہ اور کبھی الپ ارسلان رحمۃ اللہ علیہ کے نام سے سامنے آیا، کبھی اورنگ زیب عالمگیر رحمۃ اللہ علیہ اور کبھی سید احمد شہید رحمۃ اللہ علیہ کے نام سے باطل سے برسرِ پیکار ہوا، یہ سب ایک ہی کردار کے مختلف نام ہیں جوازل سے زندہ ہیں اور اب تک زندہ رہے گا خواہ دشمنان دین اسے مٹانے کے لئے کتنے ہی جتن کرتے رہیں

﴿يُرِيدُونَ لِيُطْفِئُوا نُورَ اللَّهِ بِأَفْوَاهِهِمْ وَاللَّهُ مُتِمُّ نُورِهِ وَلَوْ كَرِهَ الْكَافِرُونَ﴾

”کافر لوگ اپنے منہ کی پھونکوں سے اللہ کے نور کو بجھانا چاہتے ہیں اور اللہ کا فیصلہ یہ ہے کہ وہ اپنے نور کو پورا پھیل کر رہے گا خواہ کافروں کو یہ کتنا ہی

جہاد..... ایمان اور نفاق کے درمیان خط امتیاز

ایمان اور نفاق دو الگ الگ اور متضاد راستے ہیں اگرچہ بظاہر دونوں میں کوئی فرق نظر نہیں آتا۔ اہل ایمان بھی کلمہ گوار و منافق بھی کلمہ گوار اہل ایمان بھی نمازی اور روزہ دار، منافق بھی نمازی اور روزہ دار، لیکن جو چیز کھرے اور کھوٹے کو پہچانے اور جھوٹ کو ایمان اور نفاق کو ایک دوسرے سے الگ کرنے والی ہے وہ صرف جہاد ہی ہے میدان جنگ میں پہنچ کر اپنی جان اللہ کی راہ میں قربان کرنا، جہاد فی سبیل اللہ کا آخری مرحلہ ہے، لیکن اس آخری مرحلہ سے قبل کتنے ہی مراحل ہیں جن میں انسان کے ایمان کی ایک بار نہیں بلکہ سو سو بار آزمائش ہوتی ہے۔ والدین کی محبت، اولاد کی محبت، بیوی کی محبت، اعزہ اقارب کی محبت، مال و دولت کی محبت، کاروبار کی محبت اور پر آسائش یا آرام دہ گھر کی محبت، زندگی کی محبت۔ جو شخص محبت کی ان ساری زنجیروں کو توڑ کر صرف اللہ اور اس کے رسول کی محبت سے سرشار ہوتا ہے، وہی میدان جنگ تک پہنچ پاتا ہے، چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ عہد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں وہی لوگ مسلمانوں کے ساتھ مل کر نماز روزہ کرتے تھے اللہ کی راہ میں سردھڑکی بازی لگانے کا حکم نازل ہوا، تو ان پر موت کا عالم طاری ہو گیا۔ قرآن مجید نے ایسے لوگوں کی دلی کیفیت بڑے واضح الفاظ میں بیان فرمائی ہے۔

﴿فَإِذَا أَنْزَلَتْ سُورَةٌ مُحْكَمَةٌ وَذُكِرَ فِيهَا الْقِتَالُ رَأَيْتَ الَّذِينَ فِي قُلُوبِهِمْ مَرَضٌ يَنْظُرُونَ إِلَيْكَ الْمَغْشَىٰ عَلَيْهِ مَنَ

الْمَوْتِ﴾

”جب ایک پختہ سورت نازل کر دی گئی جس میں جنگ کا ذکر تھا تو تم نے دیکھا کہ جن کے دلوں میں بیماری تھی وہ تمہاری طرف اس طرح دیکھ رہے تھے جیسے کسی پر موت چھا گئی ہو۔“ (سورہ محمد آیت نمبر ۲۰)

غزوہ احد جو کہ قتال اور خون ریزی کے اعتبار سے سب سے بڑا معرکہ تھا، میں اس حقیقت کا عملی مظاہرہ اس وقت ہوا جب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ طیبہ سے ایک ہزار افراد کا لشکر لے کر نکلے جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم میدان جنگ کے قریب مقام ”شوط“ پر پہنچے تو منافقین کا سردار عبداللہ بن ابی اپنے تین سو ساتھیوں (ایک تہائی لشکر) کو لے کر الگ ہو گیا۔ بہانہ یہ تھا کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ کے اندر رہ کر جنگ کرنے میں میری تجویز مسترد کر دی ہے حالانکہ حقیقت یہ تھی کہ منافق جہاد سے راہ فرار اختیار کرنا چاہتے تھے۔ دوسرے طرف صادق الایمان لوگوں کا حال یہ تھا کہ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ نے جنگ سے قبل مشاورت کے موقع پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ عہد کیا کہ ”اس ذات کی قسم جس نے آپ پر کتاب نازل کی ہے میں کوئی غذا نہ چکھوں گا یہاں تک کہ مدینہ کے باہر مشرکین سے اپنی تلوار کے ساتھ دو دو ہاتھ نہ کر لوں۔“ چنانچہ میدان جنگ میں بہادری اور جرات کے جوہر دکھاتے ہوئے خلعت شہادت سے سرفراز ہوئے اور سید الشہداء کا خطاب پایا۔ بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جو کہ بدر میں شرکت سے محروم رہ گئے تھے انہوں نے مشاورت کے موقع پر عرض کیا۔ ”اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! ہم تو اس دن کی تمنا کیا کرتے تھے اور اللہ سے دعائیں مانگا کرتے تھے اب اللہ نے یہ موقع فراہم کر دیا ہے اور میدان میں نکلنے کا وقت آ گیا ہے تو پھر آپ دشمن کے مقابل تشریف لے چلیں دشمن یہ نہ سمجھے کہ مسلمان ڈر گئے ہیں۔“

غزوہ احزاب میں خندق کھودنے کی وجہ سے غزوہ احد جیسا خونی معرکہ تو برپا نہ ہوسکا لیکن یہ مسلمہ حقیقت ہے کہ جس طرح پورے عرب میں اسلام دشمن قوتیں یک جان ہو کر ریاست مدینہ پر آن حملہ آور ہوئیں اگر غزوہ احزاب میں وہی دوبدو لڑائی کی صورت حال پیش آ جاتی تو اس قدر خون ریزی ہوتی کہ کشتوں کے پشے لگ جاتے اس نازک صورت حال کی تصویر کشی خود اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ان الفاظ میں کی ہے۔

﴿وَإِذَا زَاغَتْ الْأَبْصَارُ وَبَلَغَتِ الْقُلُوبُ الْحَنَاجِرَ وَ تَظُنُّونَ بِاللَّهِ الظَّنُونَا﴾

”اس وقت جب خوف کے مارے انھیں پتھر اگئیں کیلچے منہ کو آگئے اور تم لوگ اللہ کے بارے میں طرح طرح کے گمان کرنے لگے۔“ (سورہ احزاب آیت نمبر ۱۰)

اس غزوہ نے بھی دونوں فریقوں کے ایمان کی اصل حقیقت کھول کر رکھ دی منافقین نے جنگ کی خطرناک صور حال دیکھ کر کہنا شروع کر دیا

﴿مَا وَعَدَنَا اللَّهُ وَرَسُولُهُ إِلَّا غُرُورًا﴾

”اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم سے (قیصر و کسری) کے وعدے کئے تھے وہ سب دھوکہ اور فریب تھے۔“ (سورہ احزاب آیت

نمبر ۱۲)

اور میدان جنگ میں یہ کہہ کر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے رخصت لینا شروع کر دی ﴿إِنْ يَبِيتُنا عَوْرَةً﴾ ”مدینہ میں ہمارے گھر تو (مسلمانوں کے حلیف قبیلہ بنو قریظہ کی غداری کی وجہ سے) خطرے میں ہیں۔“ (سورہ احزاب آیت نمبر ۱۳) اللہ تعالیٰ نے میدان جنگ میں منافقین کے اس فرار پر یوں تبصرہ فرمایا:

﴿قُلْ لَنْ يَنْفَعَكُمْ الْفَرَارُ إِنْ فَرَرْتُمْ مِنَ الْمَوْتِ أَوِ الْقَتْلِ وَإِذَا لَا تَمْتَعُونَ إِلَّا قَلِيلًا﴾

”اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم ان سے کہو اگر تم موت یا قتل سے بھاگو تو یہ بھاگنا تمہارے لئے کچھ بھی نفع بخش نہیں ہوگا اس کے بعد زندگی کے مزے لوٹنے کا تھوڑا ہی موقع تمہیں مل سکے گا۔“ (سورہ احزاب آیت نمبر ۱۶)

منافقین کے اس طرز عمل کے مقابلہ میں سچے مومنین کا طرز عمل بھی ملاحظہ ہو۔

مسلمانوں نے جب کفار کے ٹڈی دل لشکر چاروں طرف سے آتے دیکھے تو ان کے دل بھی کانپ اٹھے۔ کیلچے خوف کے مارے منہ کو آگئے اور قرآن مجید کے الفاظ میں وزلز لوازلو زلا لا شدید ۱ یعنی اہل ایمان اس موقع پر بری طرح ہلا ڈالے گئے۔ لیکن اس ساری پرخطر صورتحال پر اہل ایمان کا رد عمل بالکل مختلف تھا انہوں نے کہا

﴿هَذَا مَا وَعَدَنَا اللَّهُ وَرَسُولُهُ وَصَدَقَ اللَّهُ وَرَسُولُهُ وَمَا زَادَهُمْ إِلَّا إِيمَانًا وَتَسْلِيمًا﴾

”یہ (آزمائش کی گھڑی تو) وہی چیز ہے جس کا اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم سے وعدہ کیا تھا (کہ ایمان لانے کے بعد شدید آزمائشیں اور مصیبتیں تم پر آئیں گی جن کا مقابلہ کرنے کے بعد ہی تمہیں غلبہ نصیب ہوگا) اللہ اور اس کے رسول کی بات بالکل سچی تھی۔ اس واقعہ نے ان کے ایمان کے اور جذبہ تسلیم و رضا کو اور زیادہ بڑھا دیا۔“ (سورہ احزاب آیت نمبر ۲۲) چنانچہ اہل ایمان کے اس جذبہ صادقہ کی اللہ نے ان الفاظ میں تحسین فرمائی

﴿مَنْ الْمُؤْمِنِينَ رَجُلٌ صَدَقُوا مَا عَاهَدُوا اللَّهَ عَلَيْهِ فَمِنْهُمْ مَنْ قَضَىٰ نَحْبَهُ وَمِنْهُمْ مَنْ يَنْتَظِرُ وَمَا بَدَّلُوا تَبْدِيلًا﴾

”ایمان لانے والوں میں ایسے لوگ موجود ہیں جنہوں نے اللہ سے کئے وعدہ کو سچ کر دکھایا ہے ان میں سے کوئی اپنی نذر پوری کر چکا اور کوئی وقت آنے کا منتظر ہے اور انہوں نے اپنے رویہ میں کوئی تبدیلی نہیں کی۔“ (سورہ احزاب آیت نمبر ۲۳)

غزوہ تبوک میں بعض وجوہات کی بناء پر غزوہ احد اور غزوہ احزاب دونوں سے زیادہ سخت آزمائش کا موقع ملا اولاً مسلمانوں کا مقابلہ آدھی دنیا پر پھیلی ہوئی وقت کی سب سے بڑی عسکری اور مادی قوت روم سے تھا ثانیاً شدید گرمی کا زمانہ تھا سفر طویل اور پرخطر تھا ثالثاً معاشی لحاظ سے ملک کے اندر قحط اور عسرت کا دور دورہ تھا جس کی وجہ سے وسائل کی شدید قلت تھی۔ رابعاً نئے سال کی فصلیں کٹنے کے لئے تیار تھیں، جہاد پر روانگی کا مطلب سالانہ پیداوار کے ایک بڑے حصہ کا خسارہ برداشت کرنا تھا چنانچہ اس غزوہ نے بھی منافقین اور مومنین کو چھانٹ چھانٹ کرا لگ کر دیا۔ منافق رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور مختلف حیلوں بہانوں سے رخصت چاہتے۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم انہیں بلا تامل رخصت عنایت فرمادیتے ایک منافق جد بن قیس نے حاضر ہو کر عرض کیا ”یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ! میں ایک حسن پرست آدمی ہوں، ڈرتا ہوں کہیں رومی عورتوں کو دیکھ کر فتنے میں نہ پڑ جاؤں

لہذا مجھے رخصت دے دیں۔“ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے تو رخصت دے دی لیکن اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں اس کی منافقانہ بہانہ سازی کا پول کھول دیا

﴿الَا فِي الْفِتْنَةِ سَقَطُوا وَإِنْ جَهَنَّمَ لَمُحِيطَةٌ بِالْكَافِرِينَ﴾

”سنو یہ لوگ (جہاد میں شرکت نہ کر کے) فتنے میں تو پڑ ہی گئے ہیں اور جہنم نے ان کافروں (یعنی منافقوں) کو گھیر رکھا ہے (سورہ توبہ آیت نمبر ۴۹) بعض منافقوں نے گرمی کا بہانہ بنایا جس کا جواب اللہ تعالیٰ نے یہ ارشاد فرمایا

﴿قُلْ نَارُ جَهَنَّمَ أَشَدُّ حَرًّا لَوْ كَانُوا يَفْقَهُونَ﴾

”اے نبی! ان سے کہو جہنم کی آگ اس سے زیادہ گرم ہے کاش انہیں اس کا شعور ہوتا۔“ (سورہ توبہ آیت نمبر ۸۱) بعض منافقوں نے طویل سفر کی صعوبتوں اور تکلیفوں کا اظہار کیا تو اللہ تعالیٰ نے جواب میں ارشاد فرمایا

﴿يَهْلِكُونَ أَنْفُسَهُمْ وَاللَّهُ يَعْلَمُ إِنَّهُمْ لَكَاذِبُونَ﴾

”یہ لوگ اپنے آپ کو ہلاکت میں ڈال رہے ہیں اللہ خوب جانتا ہے کہ وہ جھوٹے ہیں۔“ (سورہ توبہ آیت نمبر ۴۲) بعض منافقوں نے مومنین کے اتفاق فی سبیل اللہ کا مذاق اڑا یا جو زیادہ مال لے کر آتا اس پر ریا کاری کی پھبتی کسی جاتی اور جو کم مال لاتا اس کا یوں مذاق اڑایا جاتا کہ اس فنڈ کے ذریعے روم کے عظیم قلعے فتح کئے جائیں گے وغیرہ۔ اللہ تعالیٰ نے ان منافقین کے اس مذاق اور تمسخر کے جواب میں صرف ایک بات ارشاد فرمائی

﴿سَخَّرَ اللَّهُ مِنْهُمْ وَلَهُمْ عَذَابُ الْيَمِّ﴾

”اللہ مذاق اڑانے والوں کو (دنیا میں ذلیل و رسوا کر کے) ان کا مذاق اڑاتا ہے اور (آخرت میں) ان کے لئے دردناک عذاب ہے۔“ (سورہ توبہ آیت نمبر ۷۴)

اب ایک نظر اس جنگ میں صادق الایمان مسلمانوں کا طرز عمل بھی ملاحظہ ہو، اعلان جہاد ہوتے ہی سب مسلمانوں نے بلا تامل تیاری شروع کر دی جن لوگوں کے پاس زاد سفر نہیں تھا وہ خدمت اقدس میں حاضر ہوئے کہ ہمارے لئے بھی کوئی سواری کا بندوبست کر دیا جائے، لیکن رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے سامان سفر مہیا نہ کر سکنے کی وجہ سے اہل ایمان حسرت و یاس سے آنسو بہاتے واپس آ جاتے قرآن مجید نے ان لوگوں کا ذکر خیر ان الفاظ میں کیا

﴿إِذَا مَا اتَّوَكَّلْتُمْ عَلَيْهِمَ تَفِيضُ مِنْ أَلْدِمْ حَزْنَا لَا يَجِدُوا مَا يَنْفِقُونَ﴾

”وہ لوگ جنہوں نے خود آ کر درخواست کی تھی کہ ہمیں سواریاں مہیا کی جائیں اور جب تم نے کہا کہ میں تمہارے لئے سواریاں مہیا نہیں کر سکتا تو وہ مجبوراً واپس چلے گئے اور حال یہ تھا کہ ان کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے اور انہیں اس بات کا بڑا رنج تھا کہ وہ اپنے خرچ پر شریک جہاد ہونے کی طاقت نہیں رکھتے۔“ (سورہ توبہ آیت نمبر ۹۲) پھر جب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جہاد فنڈ کا اعلان فرمایا، تو مخلص اور سچے مسلمانوں نے قحط سالی اور عسرت کے باوجود ایسی ایسی نادر مثالیں پیش کیں جو رہتی دنیا تک اہل ایمان کو نیا جذبہ اور ولولہ مہیا کرتی رہیں گی۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اپنے گھر کا سارا سامان اٹھا کر لے آئے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ گھر کی ہر چیز نصف نصف کر لائے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے مجموعی طور پر ۱۹۰۰ اونٹ ۱۰۰ اگھوڑے ۴۰ کلو چاندی اور ۵۰ کلو سونا خدمت اقدس میں پیش کیا۔ حضرت عبدالرحمان بن عوف رضی اللہ عنہ ۲۹۵۰ کلو چاندی اور حضرت عاصم بن عدی رضی اللہ عنہ ۱۳۵۰ ہزار کلو کھجوریں لے کر حاضر ہوئے۔ خواتین نے اپنے زیورات اتار کر دے دیئے۔ ایک انصاری حضرت ابو عقیل رضی اللہ عنہ نے رات بھر کنواں چلا کر ۴ کلو چھوہارے اجرت حاصل کی، دو کلو بال بچوں کے لئے اور ۲ کلو جہاد فنڈ کے لئے لے آئے۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے مخلص جانشین کی حوصلہ افزائی فرماتے ہوئے حکم دیا ”ان چھوہاروں کو سارے مال کے اوپر پر بکھیر دو“ یوں اس موقع پر دونوں کرداروں کی اصل حقیقت کھل کر سامنے آ گئی۔

غزوہ تبوک کے موقع پر مخلص مومنین اور منافقین کے علاوہ ایک تیسرے کردار کا ذکر کرنا بھی ضروری معلوم ہوتا ہے، جو تھے تو سچے اور مخلص مومن لیکن محض بشری کمزوری اور کوتاہی کی وجہ سے پیچھے رہ گئے تھے ان میں تین حضرات (کعب بن مالک رضی اللہ عنہ، بلال بن امیہ اور مرارہ بن ربیع رضی اللہ عنہم) خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ تبوک سے واپسی پر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان حضرات سے جہاد میں عدم شرکت کی وجہ دریافت فرمائی تو سچ سچ بتا دیا کہ کسی عذر کے بغیر کوتاہی ہوئی ہے۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو ان کے بائیکاٹ کا حکم دے دیا۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ زبانی حکم تینوں حضرات کے لئے ایک ایسی قید تہائی ثابت ہوئی کہ جیسے شہر مدینہ کے زمین و آسمان ہی بدل گئے ہوں چالیس روز کے بعد حکم دیا گیا کہ اپنی بیویوں سے بھی الگ ہو جاؤ اس حکم پر بھی برضا و رغبت عمل کیا گیا۔ پچاسویں روز آسمانوں سے قبولیت توبہ کا مژدہ جان فزا نازل ہوا تو چہرے خوشی سے دمک اٹھے، مبارک سلامت کی آوازوں سے مدینہ منورہ کے گلی کو چے گونج اٹھے، قبولیت توبہ کی خوشی میں صدقات دیئے گئے۔

غزوہ تبوک کے اس تیسرے کردار پر غور کرنے سے جو اہم بات سامنے آتی ہے وہ یہ ہے کہ جہاد کے موقع پر اگر کوئی شخص نیک نیتی سے بھی سستی اور غفلت سے کام لیتا ہے تو وہ بھی اللہ تعالیٰ کے ہاں قابل گرفت ہے خواہ اس سے پہلے وہ خدمت دین کے کتنے بڑے بڑے کارنامے کیوں نہ سرانجام دے چکا ہو۔

غزوہ احد، غزوہ احزاب اور غزوہ تبوک کے حالات پر ایک نظر ڈالنے سے باسانی یہ نتیجہ اخذ کیا جاسکتا ہے کہ ایمان کو جانچنے کی کسوٹی صرف جہاد ہی ہے۔ جہاد کے موقع پر اللہ کی راہ میں تن من دھن قربان کر دینا خالص ایمان کی علامت اور جہاد سے جی چرانا واضح طور پر نفاق کی علامت ہے۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک حدیث مبارکہ میں بھی یہ بات ارشاد فرمائی ہے۔ ”جو شخص اس حال میں مرا کہ اس نے کسی جہاد میں حصہ لیا نہ ہی کبھی اس کے دل میں جہاد کی خواہش پیدا ہوئی وہ نفاق کے ایک حصہ پر مرا۔“ (مسلم) لہذا ہم سب کو اس بات کا جائزہ لینا چاہئے کہ جہاد کے حوالہ سے ہم ایمان کے کس درجہ پر فائز ہیں؟

جہاد.....دنیا میں عزت اور عظمت کا واحد راستہ

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے جہاں آخرت میں جہاد کے اجر عظیم کا تذکرہ فرمایا ہے وہاں دنیا میں اس سے حاصل ہونے والے ثمرات کا تذکرہ بھی فرمایا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

﴿فَاتْلُوهُمْ يُعْذِبُ اللَّهُ بَائِدَ يَكْمُ وَيَخْزُهُمْ وَيَنْصُرْكُمْ وَيُشْفِ صُدُورَ قَوْمٍ مُؤْمِنِينَ وَيُذْهِبْ غَيْظَ قُلُوبِهِمْ وَيَتُوبَ اللَّهُ عَلَيَّ مِنْ يَشَاءُ وَاللَّهُ عَلِيمٌ حَكِيمٌ﴾

”ان سے لڑو اللہ تمہارے ہاتھوں سے ان کو سزا دلوائے گا اور انہیں ذلیل و رسوا کرے گا اور ان کے مقابلہ میں تمہیں فتح عطا فرمائے گا۔ بہت سے مومنوں کے دل ٹھنڈے کرے گا اور ان کے دلوں کی جلن مٹا دے گا اور جسے چاہے گا توبہ کی توفیق بھی عطا فرمائے گا۔ اللہ سب کچھ جاننے والا اور دانا ہے۔“ (سورہ توبہ آیت نمبر ۱۲-۱۵)

سورہ توبہ کی مذکورہ آیت میں اللہ تعالیٰ نے جہاد کے نتیجے میں حاصل ہونے والے پانچ دنیاوی فوائد کا ذکر فرمایا ہے جو کہ درج ذیل ہیں:

- ۱- اللہ تعالیٰ مسلمانوں کے ذریعہ کفار و مشرکین کو سزا دلوائے گا۔
 - ۲- مسلمانوں کے ہاتھوں کفار و مشرکین کو ذلیل و رسوا کرے گا۔
 - ۳- کفار و مشرکین کے مقابلہ میں مسلمانوں کو فتح نصیب کرے گا۔
 - ۴- کفار و مشرکین کے انجام بد کی وجہ سے مسلمانوں کو سکون اور راحت پہنچائے گا۔
 - ۵- بعض کافروں اور مشرکوں کو جہاد کے نتیجے میں اسلام قبول کرنے کی توفیق بھی عطا فرمائے گا۔
- عہد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے سب سے پہلے جہاد غزوہ بدر کے نتائج پر تبصرہ کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں جنگ سے پہلے مسلمانوں کی جو حالت بتائی وہ یہ تھی۔

﴿وَإِذْ كُنْتُمْ قَلِيلٌ مُسْتَضْعَفُونَ فِي الْأَرْضِ تَخَافُونَ أَنْ يَتَخَطَّفَكُمُ النَّاسُ﴾

”(اے مسلمانو!) یاد کرو وہ وقت جب تم تھوڑے تھے زمین میں تم کو بے زور سمجھا جاتا تھا، تم ڈرتے تھے کہیں لوگ تمہیں مٹا نہ دیں۔“ یعنی جنگ سے پہلے مسلمان بے بس، بے زور اور ستم رسیدہ تھے کفار و مشرکین کے جبر و تشدد کا شکار تھے حتیٰ کہ انہیں ڈرتھا کہ کفار ہمیں ملیا میٹ ہی نہ کر دیں۔ جنگ کے بعد مسلمانوں کی حالت کا ذکر اللہ تعالیٰ نے ان الفاظ میں کیا ہے۔

﴿فَاَوْكُمُ وَائِدْكُمْ بِنَصْرِهِ وَرِزْقِكُمْ مِنَ الطَّيِّبَاتِ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ﴾

”(جنگ کے بعد) اللہ نے تمہیں جائے پناہ مہیا کر دی، اپنی مدد سے تمہارے ہاتھ مضبوط کئے اور تمہیں پاکیزہ رزق مہیا فرمایا تاکہ تم شکر گزار بنو۔“ یعنی جنگ کے بعد اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو سرخرو کیا، عزت اور عظمت عطا فرمائی، سیاسی اور معاشی دونوں لحاظ سے مستحکم کر دیا۔ (ملاحظہ ہو سورہ انفال آیت نمبر ۲۶)

عہد نبوی کے غزوات کا بغور جائزہ لینے کے بعد یہ حقیقت واضح ہوتی ہے کہ مسلمانوں کی عزت، عظمت اور سر بلندی کے گراف میں کمی بیشی کا تمام تر انحصار جہاد کے نتائج پر رہا۔ غزوہ احد کے بعد یہ گراف کچھ مدت کے لئے نیچا ہوا لیکن اس کے بعد پیش آنے والے غزوات - احزاب، خیبر، موتہ، مکہ و حنین وغیرہ کے بعد یہ گراف بلند سے بلند تر ہوتا چلا گیا، یہ جہاد ہی کے ثمرات تھے کہ فتح مکہ کے بعد مسلمانوں کو اتنی طاقت اور قوت حاصل ہو گئی کہ زمانہ جاہلیت کی تمام رسوم و بزر ملیا میٹ کر دی گئیں۔ بیت اللہ شریف کو بتوں سے پاک کر دیا گیا، پورے عالم عرب میں مراکز شرک ختم کرنے کے لئے رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وسلم نے صحابہ کرامؓ کے دستے روانہ فرمائے۔ یہ جہاد ہی کا نتیجہ تھا کہ سقوط مکہ کے بعد پورے عالم عرب کے قبائل و فود کی شکل میں از خود حاضر خدمت ہو کر دائرہ اسلام میں شامل ہونا شروع ہو گئے۔ جہاد کے ذریعے حاصل ہونے والی عظمت، شان و شوکت اور سر بلندی کا یہ نقطہ عروج تھا کہ آدھی دنیا پر حکومت کرنے والی سب سے بڑی فوجی قوت..... روم..... جس نے ابھی اپنی مد مقابل عظیم قوت ایران کو شکست دی تھی، تبوک میں مسلمانوں کے مد مقابل آنے کی جرات نہ کر سکی اور رسول اکرم صلی علیہ وسلم تبوک میں بیس یوم انتظار کرنے کے بعد ساری دنیا سے اپنی طاقت اور قوت کا لوہا منوا کر مدینہ واپس تشریف لائے۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ۱۱ ہجری (۶۳۲ء) میں دنیا سے تشریف لے گئے۔ عہد صدیقی (۶۳۲ء تا ۶۳۴ء) میں نہ صرف عراق اور حیرہ جہاد کے ذریعہ سرنگوں ہوئے بلکہ حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کے خون کا بدلہ لینے اور مدعیان نبوت کی سرکوبی اور فتنہ ارتداد کا استیصال بھی جہاد ہی کے ذریعے ممکن ہوا۔ جہاد ہی کے نتیجے میں ۶۳۵ء میں دمشق ۶۳۶ء میں حمص، انطاکیہ اور بیت المقدس فتح ہوئے اور ۶۳۸ء میں پورے ملک شام پر اسلامی پرچم لہرانے لگا۔ ایران میں فتوحات کی ابتداء عہد فاروقی رضی اللہ عنہ (۶۳۴ء تا ۶۴۵ء) میں ۶۳۵ء میں ہوئی، ۶۴۲ء تک قادیسیہ، مدائن، جلولاء، حلوان، خوزستان، اصفہان، ہمدان، رے، طبرستان، آذربائیجان، آرمینیا، کرمان اور خراسان سب کے سب مفتوح ہو گئے۔ ۶۴۱ء میں مصر اور ۶۴۷ء میں تیونس فتح ہوا، ۶۵۵ء میں جزائر یونان اور قبرص فتح ہوئے۔ ۶۷۰ء میں قیروان (تیونس کا شہر) فتح ہوا۔ ۶۷۴ء بخارا اور ۶۷۵ء میں سمرقند اسلامی حکومت میں شامل ہوئے۔ ۶۹۳ء میں ساحل اطلس (اوقیانوس) اسلامی حکومت کا حصہ بنا، ۷۰۰ء میں اسلامی فوجوں نے ایشیائے کوچک پر قبضہ کیا۔ ۷۱۱ء میں جنرل محمد بن قاسم رحمۃ اللہ علیہ نے کراچی ملتان تک کا علاقہ فتح کیا۔ اسی سال یعنی ۷۱۱ء میں جنرل طارق بن زیاد رحمۃ اللہ علیہ جبرالٹر (اسپین) پر اترے اور اسپین کے علاوہ آدھا فرانس بھی سرنگوں ہو گیا۔ ۸۰۹ء میں کارسیکا اور ۸۱۰ء میں جزیرہ سارڈینیا ۸۲۳ء میں کریٹ ۸۲۷ء میں سسلی ۸۴۶ء میں جنوبی اٹلی اور ۸۷۰ء میں مالٹا مسخر ہوا۔ اندازہ فرمائیے کہ جہاد کی برکت سے صرف دو سو سال کے عرصہ میں بحیرہ اسود سے لے کر ملتان تک اور سمرقند سے لے کر فرانس تک تقریباً نوے (۹۰) لاکھ مربع میل کے وسیع رقبہ پر اسلامی سلطنت کا پھریرا لہرانے لگا اور مسلمان دیکھتے دیکھتے دنیا کی عظیم الشان سیاسی، تہذیبی اور تمدنی قوت بن گئے۔ جذبہ جہاد سے سرشار اور پے درپے فتوحات کا یہی وہ سنہرا دور تھا جس سے متاثر ہو کر علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ نے ”ترانہ ملی“ کے یہ شعر لکھے۔

تینوں کے سائے میں ہم پل کر جواں ہوئے ہیں
خنجر ہلال کا ہے قومی نشان ہمارا
مغرب کی وادیوں میں گونجی اذائیں ہماری
تھمتا نہ تھا کسی سے سیل رواں ہمارا

مسلمانوں کی عظمت جلال اور شان اور شوکت کے اس دور مسعود میں مسلمانوں کی دینی و ملی حمیت و غیرت کے بے شمار واقعات تاریخ کے صفحات پر جا بجا بکھرے پڑے ہیں۔

۶۶۲ء میں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے ایک لشکر قسطنطنیہ کی تسخیر کے لئے روانہ کیا۔ حضرت ابوالیوب انصاری رضی اللہ عنہ نے اسی (۸۰) برس کی عمر کے باوجود اس مہم میں شرکت فرمائی۔ دوران سفر ایسے بیمار ہوئے کہ جاں بر نہ ہو سکے۔ مرتے وقت یہ وصیت فرمائی کہ ”میری میت سرزمین عدو میں جہاں تک لے جاسکو لے جا کر دفن کرنا۔“ امیر لشکر (وہو یزید بن معاویہؓ) کما رواہ البخاری نے ان کی وصیت پر عمل کرتے ہوئے قسطنطنیہ کی فصیل کے نیچے رات کے وقت ان کا جسد خاکی دفن کیا۔ قیصر روم کو اطلاع ملی تو اس نے پیغام بھجوایا ”تم لوگ جب یہاں سے واپس جاؤ گے تو ہم قبر کھود کر میت کی ہڈیاں باہر نکال پھینکیں گے۔“ قیصر کے اس گستاخانہ پیغام کے جواب میں امیر لشکر نے قیصر کو پیغام بھجوایا ”اگر تم نے ایسی حرکت کی تو اللہ کی قسم یاد رکھو مسلمانوں کی وسیع و عریض مملکت میں جتنے بھی گرجے ہیں سب کو منہدم کر دیا جائے گا اور سارے عیسائیوں کی قبروں کو اکھاڑ پھیکا جائے گا۔“ پیغام ملتے ہی

قیصر نے جواب میں لکھا ”میں تو محض تمہاری دینی غیرت و حمیت کا امتحان لے رہا تھا۔ کنواری مریم کی قسم ! ہم تمہارے نبی کے صحابی کی قبر کا احترام اور حفاظت کریں گے۔“

اموی خلیفہ ولید بن عبد الملک کے زمانہ خلافت (۷۰۵ء تا ۷۱۵ء) میں عربوں کے سری لنکا کے ساتھ تعلقات بڑے خوشگوار تھے عرب تجارت کی غرض سے سری لنکا میں مقیم تھے ایک عرب تاجر کے انتقال پر راجہ نے تاجر کے پسماندگان کو ایک بحری جہاز کے ذریعہ بصرہ واپس بھجوایا۔ ساتھ ولید بن عبد الملک کے لئے قیمتی تحائف بھی دیئے دبیل کے قریب سندھ کے ساحلی قزاقوں نے جہاز کو لوٹ لیا مردوں کو قتل کر دیا، بچوں اور عورتوں کو قید کر لیا ان میں سے ایک عورت نے غائبانہ حجاج سے فریاد کی ”حجاج المدد ! حجاج کو خبر ملی تو اس نے جواب دیا ”لبیک“ اور اسی وقت دبیل کے راجہ داہر کو لکھا کہ ”عرب عورتوں کو واپس بھیج دو“ اس نے جواب دیا ”یہ کام بحری قزاقوں کا ہے میں مجبور ہوں۔“ حجاج بن یوسف نے راجہ داہر کی سرکوبی کے لئے پے در پے دو فوجی مہمیں بھیجیں جو نام ہوئیں تیسری مرتبہ حرب و ضرب کے ماہر سترہ سالہ مجاہد محمد بن قاسم رحمۃ اللہ علیہ کو اسلامی سپہ سالار بنا کر روانہ کیا جس نے کئی خون ریز معرکوں کے بعد نہ صرف راجہ داہر کو تہ تیغ کیا بلکہ کراچی سے لے کر ملتان تک کا علاقہ مسخر کر کے اسلامی سلطنت میں شامل کر لیا۔

۷۸۶ء میں قسطنطنیہ پر ملکہ اینی حکومت کرتی تھی جسے رومیوں نے معزول کر کے نیسوفور کو بادشاہ بنایا اس نے ہارون رشید (۷۸۶ء تا ۸۰۹ء) کو لکھا کہ ”ملکہ اینی اپنی خلقی کمزوری اور ضعف عقل کی وجہ سے تمہیں خراج ادا کرتی رہی ہے لہذا میرا خط ملتے ہی وہ ساری رقم واپس کر دو جواب تک وصول کر چکے ہو ورنہ تلوار فیصلہ کرے گی۔“ یہ خط پڑھ کر خلیفہ جوش غضب سے بھر گیا اور اسی خط کی پشت پر یہ جواب لکھ کر واپس کر دیا ”بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ امیر المومنین ہارون رشید کی طرف سے رومی کتے کے نام ! اے کافر ماں کی اولاد میں نے تیرا خط پڑھ لیا ہے اس کا جواب سننے کی بجائے عنقریب تو اپنی آنکھوں سے سے دیکھے گا۔“ یہ جواب بھیج کر اسی وقت لشکر کو کوچ کا حکم دیا گھمسان کارن پڑا نیسوفور کو شکست ہوئی اور اسے مجبوراً خراج دے کر صلح کرنی پڑی۔

۸۳۷ء میں قیصر روم توفیل (۸۲۹ء تا ۸۴۲ء) نے عراق کے ایک شہر زبطہ پر حملہ کیا قلعوں کو خوب لوٹا قیدی مردوں کی آنکھوں میں گرم سلایاں پھیر کر ناک اور کان کاٹ ڈالے قیدی عورتوں میں ایک عورت نے ”واعتصما !“ (یعنی اے معتصم میری مدد کر) کی فریاد کی۔ معتصم باللہ (۸۳۳ء تا ۸۴۱ء) کو جب قیصر روم کے ان وحشیانہ مظالم اور عورت کی فریاد کی خبر پہنچی تو اس وقت دربار میں تخت پر بیٹھا تھا وہیں سے بیٹھے بیٹھے بولا ”لبیک لبیک“ (یعنی میں پہنچا میں پہنچا) تخت سے اتر اور اعلان جہاد کروادیا اور خود بغداد کے قاضی عبدالرحمان بن اسحاق کے روبرو جا کر وصیت کی کہ میری وراثت کا ایک تہائی اولاد کو ایک تہائی اقرباء کو اور ایک تہائی فی سبیل اللہ دے دیا جائے اور خود لشکر لے کر رومیوں کے سب سے بڑے قلعہ ”عموریہ“ پر ٹوٹ پڑا اور عموریہ کی اینٹ سے اینٹ بجادی۔

ہم نے چند واقعات بطور مثال پیش کئے ہیں ورنہ تاریخ ایسے واقعات سے بھری پڑی ہے جن سے معلوم ہوتا ہے کہ جب مسلمان جذبہ جہاد سے سرشار تھے اور جہاد ان کی زندگیوں کا اوڑھنا بچھونا تھا تب مسلمان وہ عظیم قوم تھے کہ جس کسی نے ان کی غیرت اور حمیت کو لاکار انہست و نابود ہو گیا۔ جہاد کی برکات اور ثمرات کا اندازہ لگانے کیلئے اس گئے گزرے دور کی مثال جہاد افغانستان ہمارے سامنے ہے، جب ایک کافر ملک لیکن دنیا کی سب سے بڑی فوجی قوت..... سوویت یونین..... نے افغانستان جیسے پسماندہ اور وسائل سے محروم مسلمان ملک پر غاصبانہ قبضہ کیا اور مسلمانوں نے جذبہ جہاد سے سرشار ہو کر اس غاصب قوت سے ٹکر لینے کا عزم کر لیا تو اللہ تعالیٰ نے اس مغلوب بے کس اور بے بس قوم کے ساتھ وہ سارے وعدے پورے فرمادیئے جن کا ذکر قرآن مجید میں کیا گیا ایک نظر درج ذیل حقائق پر ڈالئے۔

۱- دس سال کی انتہائی قلیل مدت میں آدھی دنیا پر حکومت کرنے والی عظیم فوجی قوت جس سے اس کی مد مقابل سپر پاور (امریکہ) بھی خائف تھی اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کے ہاتھوں ٹکڑے ٹکڑے کر وادی۔

۲- دس سال تک سوویت یونین جس ملک پر قابض رہا اسے ذلیل اور رسوا ہو کر ٹکنا پڑا سوویت یونین کی تاریخ میں ذلت و ہزیمت کی سب سے پہلی مثال تھی

- ۳ افغانستان پر قبضہ کرنے کے بعد پاکستان پر قابض ہو کر گرم پانیوں تک سائی حاصل کرنے کے مکروہ عزائم بھی ناکام اور نامراد رہا۔
- ۴ - جہاد افغانستان کے باعث پوری دنیا میں اسلام کی جنگ لڑنے والے مجاہدین اسلام کو زبردست تقویت حاصل ہوئی کشمیر، فلسطین، فلپائن، بوسنیا اور چینچیا میں ہونے والے خوں ریز معرکے اس کا واضح ثبوت ہیں۔
- ۵ - کم و بیش ایک صدی سے مسلمانوں کی عظمت گم گشتہ کی امین ریاستوں پر سوویت یونین کا غاصبانہ قبضہ ختم ہوا اور وہاں مساجد اور مدارس کے تالے کھلے وہاں سے دوبارہ قال اللہ وقال الرسول کی صدائیں بلند ہونے لگیں۔ ان مسلمان ریاستوں کی تعداد اور ان میں بسنے والے مسلمان کے فیصد تناسب پر نظر ڈالئے اور اندازہ فرمائیے کہ کس طرح اللہ تعالیٰ نے جہاد کے نتیجے میں اہل ایمان کی آنکھیں ٹھنڈی کیں۔

نام ریاست	مسلمان آبادی	نام ریاست	مسلمان آبادی
1- آذربائیجان	95 فیصد	11- چرکس	70 فیصد
2- تاجکستان	95 فیصد	12- قازقستان	62 فیصد
3- ازبکستان	87 فیصد	13- بٹکیرستان	55 فیصد
4- کرغیزستان	78 فیصد	14- تارستان	55 فیصد
5- داغستان	75 فیصد	15- موروف	55 فیصد
6- چینچینا	75 فیصد	16- شمالی اوستیہ	53 فیصد
7- ترکمانستان	75 فیصد	17- ماری	50 فیصد
8- جو جاج	70 فیصد	18- اومورتیا	50 فیصد
9- بلکاریہ	70 فیصد	19- جارجیا	20 فیصد
10- ادیغہ	70 فیصد	20- آرمینیا	12 فیصد

6- سوویت یونین کی شکست و ریخت کے نتیجے میں کمیونزم کے ظالمانہ اور جابرانہ نظام سے آزاد ہوئے ہیں وہ یہ ہیں مشرقی جرمنی، ہنگری، بلغاریہ، رومانیہ، چیکوسلواکیہ۔

7- جہاد کے نتیجے میں ایک سپر پاور کے یوں نشان عبرت بن جانے کے دنیا کی دوسری سپر پاور (امریکہ) اور اس کے حواری خزاں رسیدہ پتوں کی طرح جہاد کے لفظ سے لرزہ بر اندام ہیں ان پر اسی روز سے سرسام کی سی کیفیت طاری ہے جس روز سے سوویت یونین کا افغانستان سے جنازہ نکلا ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ دنیا میں مسلمانوں کے عروج و زوال کی داستان صرف جہاد ہی سے وابستہ ہے جب کبھی بھی مسلمان جذبہ جہاد سے سرشار ہو کر اٹھ کھڑے ہوئے نہ صرف انہوں نے دنیا میں عز و شرف اور شان و شوکت حاصل کی بلکہ حیوانیت، بربریت اور جہالت میں ڈوبی ہوئی انسانیت کو امن و سلامتی، عدل و انصاف، شرافت و اخوت کے ساتھ ساتھ علوم و فنون اور تہذیب و تمدن کی روشنی سے سے بھی منور کیا۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کے کئے ہوئے وعدے آج بھی اسی طرح سچ اور برحق ہیں جو محمد بن قاسم رحمہ اللہ اور طارق بن زیاد رحمہ اللہ میں تھا۔ بقول مولانا ظفر علی خان رحمہ اللہ

فضائے بدر پیدا کر فرشتے تیری نصرت کو
اتر سکتے ہیں گردوں سے قطار اندر قطار اب بھی

ترک جہاد کا نتیجہ..... دنیا میں ذلت و رسوائی

جہاد کے نتیجے میں جہاں مسلمانوں کے لئے دنیا و آخرت میں بے حد و حساب انعامات سے نوازنے کا وعدہ کیا گیا ہے وہاں ترک جہاد کے نتیجے میں مسلمانوں کو ذلت و رسوائی اور زوال کی خبر بھی واضح طور پر دی گئی ہے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد مبارک ہے ”جب تم لوگ جہاد چھوڑ دو گے تو اللہ تعالیٰ تم پر ذلت مسلط کر دے گا اس وقت تک دو نہیں کرے گا جب تک تم جہاد شروع نہیں کرو گے۔“ (ابوداؤد) ایک دوسری حدیث میں ارشاد مبارک ہے کہ ”عنقریب تم پر غیر مسلم اقوام اس طرح ٹوٹ پڑیں گی جس طرح کھانا کھانے والے (بھوکے لوگ) دسترخوان پر ٹوٹ پڑتے ہیں۔“ عرض کیا گیا ”کیا اس وقت مسلمان تعداد میں کم ہوں گے؟“ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ”نہیں! بلکہ تعداد میں تم لوگ بہت زیادہ ہو گے لیکن تمہاری حیثیت ندی میں بہنے والی جھاگ سے زیادہ نہیں ہوگی اللہ تعالیٰ دشمن کے دلوں سے تمہارا رعب ختم کر دے گا اور تمہارے دلوں میں دنیا کی محبت اور موت کا خوف پیدا فرما دے گا۔“ (ابوداؤد)

ترک جہاد کی وجہ سے اسلام اور مسلمانوں کی زبوں حالی کا اندازہ لگانے کے لئے کمیونزم کے ظالمانہ اور جابرانہ نظام کے تحت گذشتہ ستر (۷۰) برس گزارنے والی ریاستوں کے ماضی پر ایک نگاہ ڈال لیجئے۔ چند سال قبل حکومت روس کی دعوت پر پاکستانی ادیبوں کا ایک وفد روس کے تفریحی دورے پر گیا تو وفد کے ہر رکن سے پوچھا گیا کوئی ایسی جگہ ہے جسے دیکھنے کی آپ کو خواہش ہو؟ ایک خاتون رکن نے تاشقند کا نام لیا تو کمیونسٹ گھبرا گئے بڑی کوشش کی کہ وہ کسی اور جگہ کا انتخاب کر لے لیکن خاتون اپنی ضد پر اڑی رہیں وہاں جا کر خاتون نے جو کچھ دیکھا وہ یہ تھا کہ مساجد پر تالے پڑے ہوئے محرابوں میں جالے لٹک رہے ہیں گنبد اکھڑے ہوئے ہیں اندر چمکا دڑوں نے ڈیرہ لگا رکھا ہے گھروں میں بوڑھی مانیوں نے خاتون کو گلے لگالیا۔۔۔ ”کیا تو اللہ کے گھر سے آئی ہے؟“ انہوں نے زیر لبی آواز میں پوچھا اور پھر اسے چومنے لگیں چوم چوم کر بے حال کر دیا۔ ساتھ ہی ان کے آنسو رواں تھے..... بوڑھی مائیں کچھلی کوٹھڑی میں نماز پڑھتی ہیں نوجوان لڑکے باہر پہرہ دیتے ہیں..... قرآن چھپائے ہوئے رکھے ہیں دروازہ جتا ہے تو دل ڈوب جاتے ہیں ”کوئی آگیا“ روٹی، کپڑا مکان دینے والوں نے ”اللہ“ کو ملک بدر کر رکھا ہے۔

یہ ذلت اور رسوائی بھی آج مسلمانوں پر ترک جہاد کی وجہ سے ہی مسلط کی گئی ہے کہ مصر کے ایک جید عالم نابینا عالم دین شیخ عمر عبدالرحمن کو ایک عیسائی حکومت نے محض اس بے بنیاد الزام میں عمر بھر کے لئے جیل میں ڈال رکھا ہے کہ انہوں نے امریکہ کے ورلڈ ٹریڈ سینٹر میں بم دھماکہ کی منصوبہ بندی کی تھی۔ یاد رہے کہ شیخ عمر عبدالرحمان نہ صرف حافظ قرآن ہیں بلکہ بخاری شریف کے بھی حافظ ہیں۔ شیخ کے بیٹے افغان جہاد میں حصہ لے چکے ہیں شیخ کا جرم صرف یہ ہے کہ وہ دین اسلام کی سر بلندی اور غلبہ کے لئے مسلمانوں کو اپنے دروس میں جہاد فی سبیل اللہ کی تلقین کرتے رہے ہیں۔ دنیا میں حریت فکر اور انسانی حقوق کے سب سے بڑے علمبردار ملک کی جیل میں اس ساٹھ (۶۰) سالہ مسلمان عالم دین سے جو انسانیت سوز سلوک ہو رہا ہے اس کی رونگٹے کھڑے کر دینے والی تفصیلات خود شیخ عمر عبدالرحمان نے دنیا کے سارے مسلمانوں کے نام ایک مکتوب میں تحریر کی ہیں جو ملک کے مختلف رسائل اور جرائد میں چھپ چکا ہے۔ خط کے بعض حصے ملکھیا یہاں درج کئے جاتے ہیں۔

”جیل میں مجھے نماز اور جمعہ باجماعت ادا کرنے کی اجازت نہیں مجھے قید تنہائی میں رکھا گیا ہے کسی دوست یا عزیز کی ملاقات کے بعد مجھے دو مرتبہ برہنہ کیا جاتا ہے کپڑے اتارنے کے بعد حکم دیا جاتا ہے کہ میں رانیں کھول کر آگے کی طرف جھک جاؤں پھر وہ جانوروں کی طرح میری تلاشی لیتے ہیں میرے ارد گرد کھڑے ہو کر قہقہے لگاتے ہیں جو شخص معائنہ کرتے ہوئے زیادہ وقت لیتا ہے اسے تحسین کی نظر سے دیکھا جاتا ہے میرے ساتھ یہ ذلت آمیز اور

انسانیت سوز سلوک اس لئے ہو رہا ہے کہ میں مسلمان ہوں اور اس طرح کے سلوک کو میرے اللہ نے منع کیا ہے اس مشکل گھڑی میں شرمندگی اور مذمت سے میرا وجود پانی پانی ہو جاتا ہے اور دل چاہتا کہ اس سے پہلے کہ یہ لوگ میری تذلیل کریں زمین پھٹ جائے اور میرا وجود گل لے۔“

یہ ذلت اور رسوائی بھی آج مسلمانوں کے حصہ میں ترک جہاد ہی کی وجہ سے آئی ہے کہ اسلام آباد میں بوسنیا کے سفارت خانہ کی جاری کردہ رپورٹ کے مطابق بوسنیا میں قتل و غارت اور خون ریزی کے صرف ابتدائی چھ ماہ (اپریل ۱۹۹۲ تا ستمبر ۱۹۹۲ء) میں ڈھائی لاکھ مسلمان شہید کئے گئے۔ ۵ لاکھ بے گھر کئے گئے اور ۵۰ ہزار عفت مآب مسلمان خواتین کی آبروریزی کی گئی۔ ان اعداد و شمار سے بقیہ تین چار سال کے دوران بوسنیا میں مسلمان مردوں اور عورتوں سے ہونے والے ذلت آمیز اور انسانیت سوز مظالم کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔ کشمیر کی صورت حال اس سے مختلف نہیں۔ آئے دن کشمیری مسلمان خواتین کی اجتماعی آبروریزی کی اذیت ناک اور ذلت آمیز خبریں اخبارات میں آتی رہتی ہیں بیت المقدس پر یہودیوں کا قبضہ، باری مسجد کا انہدام اور دیگر بے شمار المناک واقعات جو مسلمانوں کی دینی حمیت و غیرت کے لئے تازیانہ عبرت کی حیثیت رکھتے ہیں محض اس وجہ سے پیش آرہے ہیں کہ مسلمان اپنے دین (جہاد) سے کنارہ کش ہو چکے ہیں آج ساری دنیا کے مسلمان ملکوں میں قبرستان کا سناٹا ہے، کوئی حجاج بن یوسف نہیں جو جیل سے چیخ چیخ کر پکارنے والے عمر عبدالرحمان کی فریاد کا جواب دے سکے آج کوئی محمد بن قاسم رحمہ اللہ اور معصم باللہ نہیں جو ہزاروں معصوم اور عفت مآب مسلمان خواتین پر ہونے والے ظلم اور تشدد کے جواب میں لبیک کہے؟ یہ بھی مسلمانوں کی جہاد سے غفلت اور انحراف کا نتیجہ ہے کہ نصف صدی سے ہمیں ایک چھوٹے سے خطہ زمین ”کشمیر“ کے چکر میں ڈال کر اس حقیقت سے غافل کر دیا کہ کشمیر سمیت پورا ہندوستان مسلمانوں کا ہے۔ سندھ میں محمد بن قاسم رحمہ اللہ کی آمد (۷۱۱ء) سے لے کر بہادر شاہ ظفر کی جلاوطنی (۱۸۵۷ء) تک ہزار سال سے زیادہ عرصہ مسلمانوں نے ہندوستان پر حکومت کی لیکن بعد میں انگریزوں اور ہندوؤں کی ملی بھگت کے نتیجے میں ہندوستان ہندوؤں کے قبضہ میں چلا گیا۔ ہماری نگاہیں آج بھی اسلام کے اس بطل جلیل اور رجل رشید کی راہیں دیکھ رہی ہیں جو اللہ کے حکم اخراجوہم من حیث اخر جو کم (۱۹۱:۲) یعنی ”کافروں کو وہاں سے نکالو جہاں سے انہوں نے تمہیں نکالا ہے“ (سورہ بقرہ آیت نمبر ۱۹۱) پر عمل کرتے ہوئے دہلی کے لال قلعہ سبز ہلالی پرچم کا پھریرا بلند کرے۔

دشمنان اسلام اس حقیقت سے بخوبی آگاہ ہیں کہ جب تک مسلمانوں کے اندر جذبہ جہاد موجود ہے انہیں مغلوب اور مسخر کرنا ممکن نہیں لہذا ان کی ہمیشہ سے یہ کوشش رہی ہے کہ کسی نہ کسی طرح مسلمانوں کے اندر سے جذبہ جہاد ختم کیا جائے اس لئے دشمنان اسلام نے ایسی ایسی جہاد دشمن تحریکیں برپا کیں جن پر بظاہر اسلام کی چھاپ نظر آتی ہے لیکن ان کا اصل مقصد مسلمانوں کے عقائد و اعمال سے جہاد کو ختم کرنا ہے۔

اس سلسلہ کی سب سے پہلی اور قدیم ترین تحریک عبداللہ بن سبا یہودی کی برپا کی ہوئی باطنی تحریک ہے جو یمن کا رہنے والا تھا۔ عہد فاروقی یا عہد عثمانی میں منافقانہ طور پر مسلمان ہوا تا کہ دین اسلام کی جڑیں کھوکھلی کر سکے۔ مدینہ منورہ، بصرہ اور شام کے بعد مصر میں قیام کے دوران ”سبائی گروہ“ بنانے میں کامیاب ہو گیا۔ یہی گروہ بعد میں پیدا ہونے والے تمام باطنی فرقوں کے عقائد و افکار کی بنیاد بنا۔ باطنی فرقوں میں سے صوفیاء کے گروہ نے جہاد بالسیف کو مسلمانوں کی زندگی سے خارج کرنے کے لئے رجعنا من الجہاد الا صغر الی الجہاد الا کبر ”ہم چھوٹے جہاد (یعنی جہاد بالسیف) سے بڑے جہاد (یعنی ریاضت اور مجاہدہ) کی لوٹ آئے ہیں۔ جیسی احادیث وضع کیں۔ مکاشفہ، مراقبہ، مجاہدہ، وجدان اور چلہ کشی جیسی ہندوانہ طرز کی ریاضت اور پوجا پاٹ کے طریقے وضع کر کے مسلمانوں کی زندگیوں سے جہاد بالسیف کا مکمل طور پر خارج کر کے گوشہ نشینی کی ان خود ساختہ عبادات کو مسلمانوں کا دین بنادیا۔ جہاد بالسیف سے فرار ہوا اور گوشہ نشینی اختیار کرنے سے پیدا ہونے والے نتائج پر الفکر الصوفی کے مقدمہ میں کیا گیا تبصرہ بڑا بصیرت افروز ہے جو کہ نذر قارئین ہے۔

”صوفیہ کے اس گوشہ نشینی کے نظریہ نے مسلمانوں کو جتنا نقصان پہنچایا شاید ہی کسی اور وجہ سے پہنچا ہو اس نظریہ نے مسلمانوں سے جہاد کی روح کو ختم کر کے دنیا میں ذلیل اور رسوا قوم بنادیا اور ایسے افعال سے مجاہدہ نفس شروع کیا جس سے انسانیت کو بھی شرم آنے لگے۔ ان کی یہ تعلیم پوری قوم کے لئے

مارفیا کے انجکشن کی حیثیت رکھتی ہے۔ دسویں صدی ہجری کے اواخر میں اس نظریہ نے مسلمانوں کو اس قدر مفلوج، کاہل اور بے فہم بنادیا تھا کہ وہ فرانسیسی فاتحین کے حملوں کا دفاع جامعہ از ہر میں بیٹھ کر اور ادو و طائف سے کر رہے تھے۔ نابلیوں کا انتخاب کر کے اسے صوفیاء کی گوڈری پہنائی گئی اور اس کی رہنمائی میں ذکر و فکر کی مجالس قائم کی گئیں۔ بخاری شریف کا ختم بھی کرایا گیا، لیکن ان سب باتوں کا کچھ بھی فائدہ نہ ہوا اور مسلمان مارکھاتے رہے۔ بالآخر جب مسلمان مجاہدین نے یورپ کی سرزمین میں لوگوں سے جنگیں کیں تب جا کر حالات نے پلٹا کھایا۔“

ایک اور جہاد دشمن تحریک ”بہایت“ یا ”بابیت“ کے نام سے انیسویں صدی میں برپا کی گئی جس کا محرک ایک روسی جاسوس ”کنیاز داگورکی“ تھا جو اصلاً یہودی تھا لیکن منافقانہ طور پر مسلمان ہو گیا۔ بہایت کا بانی ایک ایرانی باشندہ بہا اللہ تھا جس کا اصلی نام مرزا حسین علی تھا۔ اس نے ۱۸۶۷ء میں نبوت کا دعویٰ کیا۔ ۱۹۱۸ء میں حکومت برطانیہ نے بہا اللہ کو ”سر“ اور ”اوبی ای“ کا خطاب دیا جس کے بعد بہایت کے تعلقات صہیونیت کے ساتھ بہت مستحکم ہو گئے۔ یاد رہے کہ آج کل بہایت کا مرکز اسرائیل کے شہر ”حيفا“ کے مقام پر ہے بہائی نماز پڑھتے وقت اپنا رخ حيفا کی طرف کرتے ہیں اور حج بھی وہیں کرتے ہیں۔ دنیا کے ۱۸۰ ممالک میں ان کے ۲۸ ہزار ۲ سو ۲۸ (۲۸۲۱۷) چھوٹے بڑے مراکز قائم ہیں۔ صرف امریکہ کے ۲۵۷۰ شہروں میں ان کے دفاتر موجود ہیں اقوام متحدہ میں ان کا اپنا الگ دفتر ہے۔ اس تحریک کا راست مقصد مسلمانوں کے دلوں سے جذبہ جہاد مٹانا، اسلام کے الہامی اصولوں، شاندار ورثے اور اخلاق کریمانہ سے منحرف کرنا ہے۔

ایک اور جہاد دشمن تحریک ”قادیانیت“ کے نام سے برصغیر ہند میں انیسویں صدی کے آخر میں پیدا کی گئی جیسا کہ اس سے پہلے ہم لکھ آئے ہیں کہ ۱۸۵۷ء کی تحریک آزادی جب ناکام ہوئی تو انگریزوں نے برصغیر ہند پر تادیب سامراجی تسلط برقرار رکھنے کے لئے دو طرح کے اقدام کئے اولاً جنگ آزادی میں حصہ لینے والے مسلمانوں پر بے پناہ ظلم و ستم ڈھائے گئے ثانیاً مسلمانوں کے عقائد و اعمال سے جہاد کا تصور ختم کرنے کے لئے ایک نئے فرقہ ”قادیانیت“ کی بنیاد رکھی گئی جس کے بانی مرزا غلام احمد قادیانی تھے جو ابتداً سیالکوٹ کچہری میں عرضی نوٹس تھے، ۱۸۸۰ء میں انہوں نے مجدد ہونے کا دعویٰ کیا اور ۱۸۹۱ء میں نبوت کا دعویٰ کیا۔

مرزا صاحب نے انگریزوں کا یہ مقصد کس حد تک پورا کیا اس کا اندازہ خود مرزا صاحب کی تحریروں کی روشنی میں کیا جاسکتا ہے۔ چند نمونے ملاحظہ ہوں۔

۱۔ بعض احمق سوال کرتے ہیں کہ اس گورنمنٹ کے خلاف جہاد کرنا درست ہے یا نہیں؟ سو یاد رہے کہ ان کا سوال نہایت حماقت کا ہے کیونکہ جس کے احسانات کا شکرا ادا کرنا عین فرض اور واجب ہے اس سے جہاد کیسا؟ میں سچ کہتا ہوں کہ محسن کی بدخواہی ایک بدکار اور حرامی آدمی کا کام ہے۔ (الفصل ج ۲۷، مورخہ ۱۲ ستمبر ۱۹۳۹ء)

۲۔ میں یقین رکھتا ہوں کہ جیسے میرے مرید بڑھیں گے ویسے ویسے جہاد کے معتقدین کم ہوتے جائیں گے کیونکہ مجھ کو مسیح اور مہدی جان لینا ہی مسئلہ جہاد کا انکار ہے۔ (اشتہار مرزا صاحب مندرجہ تبلیغ رسالت جلد ہفتم)

۳۔ میرے پانچ اصول ہیں جن میں سے دو حرمت جہاد اور اطاعت برطانیہ بھی ہیں۔ (تخلیص از تبلیغ رسالت، ص ۱۰۷)

۴۔ میں سولہ برس سے برابر اپنی تالیفات میں اس بات پر زور دے رہا ہوں کہ مسلمانان ہند پر اطاعت گورنمنٹ برطانیہ فرض ہے اور جہاد حرام ہے۔ (تبلیغ رسالت جلد سوم، ص ۳۰۰)

یہ تھے وہ مقاصد جنہیں قادیانی تحریک نے بدرجہ اتم پورا کیا۔ قادیانیت آج تک اپنی اس بے لوث وفاداری کا انگریزوں سے خوب خوب صلہ وصول کر رہی ہے۔

ہم نے یہاں اہم جہاد دشمن تحریکوں کا ذکر کیا ہے لیکن امر واقعہ یہ ہے کہ اسلام دشمن طاقتیں ہر زمانے میں مسلمانوں سے جذبہ جہاد ختم کرنے کے

لئے نئی سے نئی سازشیں اور نئی نئی منصوبہ بندیاں کرتی چلی آرہی ہیں۔

یہاں اس بات کا تذکرہ بے محل نہ ہوگا کہ دشمنان اسلام کو مسلمانوں کے نماز، روزے، صدقہ خیرات یا حج عمرے سے کبھی پریشانی نہیں ہوئی ان کے لئے پریشانی کا باعث صرف جہاد ہی ہے جو ان کی فرعونیت، باطل پرستی اور خواہشات نفس کے راستے میں سب سے بڑی رکاوٹ ہے یہی وجہ ہے کہ جہاد افغانستان، جس میں شامل ہونے والے عرب و عجم کے ہزاروں مجاہدین نے تاریخ اسلام کا ایک ایسا سنہری باب رقم کیا ہے جس نے دشمنان اسلام کی نیندیں حرام کر دی ہیں، کے بعد بین الاقوامی سطح پر جہاد کے خلاف زبردست گمراہ کن پروپیگنڈہ کیا جا رہا ہے۔ افغانستان کے اندر خود ساختہ خانہ جنگی کے بعد یہ کہا جا رہا ہے کہ جہاد افغانستان اپنے ثمرات کے اعتبار سے بالکل بے ثمر اور غیر مفید جنگ تھی سوائے لاکھوں انسانوں کی ہلاکت اور ملک کی بربادی کے کچھ حاصل نہیں ہوا۔ وہی مجاہدین جو پہلے حریت پسند تھے اب انہیں دہشت گرد اور ڈاکو باور کرایا جا رہا ہے مسلمانوں کی تعلیم و تربیت کے صدیوں پرانے سرچشمے اور جامعات کو دہشت گردی کے مراکز کہا جانے لگا ہے اور مسلم ممالک میں اپنے ایجنٹوں کے ذریعے اس ”دہشت گردی“ سے نپٹنے کے لئے بین الاقوامی منصوبے ترتیب دیئے جا رہے ہیں کبھی ”حقوق نسواں“ اور کبھی ”منصوبہ بندی“ جیسے دلفریب ناموں سے بین الاقوامی کانفرنسیں منعقد کر کے مسلمان ممالک میں فحاشی اور بے حیائی کا طوفان بلا خیز لایا جا رہا ہے سیٹلائٹ انقلاب کی مروجہ علامت..... ڈش انٹینا..... کے ذریعے عریانیٹ، موسیقی، ناچ گانا اور لادینیت کا سیلاب گھر گھر پہنچا کر مسلمانوں کا رخ شمشیر و سناں سے طاؤس و رباب کی طرف پھرنے کی کوششیں کی جا رہی ہیں۔

کہ یہ ٹوٹا ہوا تارامہ کامل نہ بن جائے

حال ہی میں ہندوستان کے آنجنمانی وزیراعظم راجیو گاندھی کی بیوی سونیا گاندھی کا یہ بیان قومی اخبارات میں شائع ہوا ہے کہ بھارت نے ثقافتی محاذ پر پاکستان سے جنگ جیت لی ہے اور اب بھارتی تہذیب اور کلچر بھارتی فلموں اور ٹی وی کے ذریعے پاکستانی معاشرہ میں رچ بس گیا ہے اس طرح بھارت نے کوئی جنگ لڑے بغیر ایسی کامیابی حاصل کر لی ہے جو جنگ کے ذریعے ممکن نہ تھی۔

مذکورہ بیان میں دو باتیں بڑی واضح ہیں۔

۱- دشمن کا یہ اعتراف کہ میدان جنگ میں مسلمان ناقابل شکست ہے۔

۲- مسلمانوں کو شکست صرف اس صورت میں دی جاسکتی ہے کہ ان کا رخ شمشیر و سناں سے موڑ کر طاؤس و رباب کی طرف پھیر دیا جائے۔

کفار و مشرکین کی یہ پالیسی صرف پاکستان تک محدود نہیں بلکہ پوری دنیا میں مسلمانوں سے جذبہ جہاد ختم کرنے کے لئے ایسے ہی منصوبوں پر عمل کیا جا رہا ہے لہذا ضروری ہے کہ مسلمان اپنی آنکھیں کھولیں مسلمانوں کو ذلیل اور رسوا کرنے کے لئے یہود و ہنود کی سازشوں کو سمجھیں اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد مبارک کو حرز جان بنالیں کہ جب تک مسلمان اپنے دین (جہاد) کی طرف نہیں پلٹیں گے اللہ تعالیٰ ان پر مسلط کی گئی ذلت اور رسوائی دو نہیں فرمائے گا۔ (ابوداؤد)

کامیابی کے لئے کثرت سامان یا جذبہ ایمان؟

جہاں تک جہاد کے لئے سامان، وسائل اور افرادی قوت تیار کرنے کا تعلق ہے اس کے بارے میں واضح طور پر اللہ تعالیٰ کا حکم موجود ہے کہ **واعدوا لہم ما استطعتم من قوۃ ومن رباط الخیل** ”اور تم لوگ جہاں تک تمہارا بس چلے زیادہ سے زیادہ طاقت اور تیار بندھے رہنے والے گھوڑے دشمن کے مقابلے کے لئے تیار رکھو۔“ (سورہ انفال آیت نمبر ۶۰) جس کا مطلب یہ ہے کہ اپنی ہمت کے مطابق جہاد کی تیاری کرنا اور وسائل جنگ مہیا کرنا عین مطلوب ہے اور شرعی حکم ہے جو بات سوال طلب ہے وہ یہ ہے کہ جہاد میں کامیابی کے لئے کثرت تعداد اور کثرت سامان اہم ہے یا جذبہ ایمان اہم ہے؟

اس سوال کا جواب تلاش کرنے کے لئے ہم ذیل میں ان جنگوں کے اعداد و شمار پیش کر رہے ہیں جو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی حیات طیبہ میں لڑیں۔

نمبر شمار	جنگ	مسلمان تعداد	دشمن تعداد	نتیجہ
1	بدر	313	2 گھوڑے 70 اونٹ 60 زرہیں	مسلمانوں کو فتح ہوئی
2	احد	700	2 گھوڑے 100 زرہیں	مسلمانوں کا نقصان زیادہ ہوا دشمن مرعوب ہو کر ناکام لوٹا
3	احزاب	3000	10,000	مسلمانوں کو فتح ہوئی
4	خیبر	1400 مرد 20 عورتیں	10,000	
5	موتہ	3000	20000	
6	مکہ	10000	قریش مکہ	
7	حنین	12000	ہوازن، ثقیف مضر، جثم و دیگر قبائل	

جدول پر ایک نظر ڈالنے سے بخوبی اندازہ ہو جاتا ہے کہ تمام جنگوں میں دشمن کو تعداد کے اعتبار سے مسلمانوں پر کم از کم تین گنا (جنگ بدر) اور زیادہ سے زیادہ چھیا سٹھ گنا (جنگ موتہ) برتری حاصل تھی۔ سامان جنگ کی جو تفصیل کتب تاریخ و سیر میں ملتی ہے اس میں دشمن کو مسلمانوں پر کم سے کم پچاس گنا (جنگ بدر) میں ملاحظہ ہو گھوڑوں کی تعداد اور زیادہ سے زیادہ تین ہزار گنا (جنگ احد) میں ملاحظہ ہوا اونٹوں کی تعداد کی برتری حاصل تھی لیکن دشمن کی یہ کثرت تعداد اور فراوانی سامان کہیں بھی اس کے کام نہ آ سکی۔ مسلمانوں کا جذبہ ایمان ان تمام جنگوں میں بھاری ثابت ہوا۔

جنگ بدر کے موقع پر جب مسلمان تعداد میں قلیل اور سامان جنگ میں تہی دست تھے اور خون ریز تصادم یقینی ہو چکا تھا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے مشورہ لیا تو مہاجرین میں سے حضرت مقداد رضی اللہ عنہ نے کھڑے ہو کر ایمان و یقین سے بھرپور تقریر کی اور فرمایا ”اے

اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم ! اللہ نے آپ کو جوارہ دکھلائی ہے اس پر رواں دواں رہتے ہم آپ کے ساتھ ہیں۔ واللہ ! ہم آپ سے وہ بات نہیں کہیں گے جو بنی اسرائیل نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کہی تھی کہ ”تم اور تمہارا رب جاؤ اور لڑو ہم یہیں بیٹھیں ہیں“ (سورہ مائدہ آیت نمبر ۲۴) بلکہ ہم یہ کہتے ہیں کہ آپ اور آپ کے پروردگار چلیں لڑیں اور ہم آپ کے ساتھ لڑیں گے اس ذات کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے اگر آپ ہمیں برک غماد (بین کے آخری کونے کا ایک شہر) تک لے چلیں تو ہم دشمن سے لڑتے بھڑتے وہاں تک بھی جائیں گے۔“

حضرت مقداد رضی اللہ عنہ کے بعد انصار سے حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کھڑے ہو کر ان ایمان پرورد جذبات کا اظہار کیا ”اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم ! ہم آپ پر ایمان لائے ہیں آپ کی تصدیق کی ہے اور یہ گواہی دی ہے کہ آپ جو کچھ لے کر آئے ہیں وہ سب حق ہے ہم نے سماع و اطاعت پر آپ سے عہد کیا ہے لہذا آپ کا جوارادہ ہے اس کے لئے پیش قدمی فرمائیے اس ذات کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے اگر آپ ہمیں ساتھ لے کر سمندر میں کودنا چاہیں تو ہم اس میں بھی آپ کے ساتھ کود پڑیں گے ہمارا ایک آدمی بھی پیچھے نہیں رہے گا۔ آپ بلا تامل کل ہمارے ساتھ دشمن سے ٹکرا جائیں۔“

یہ تھا مسلمانوں کا یہ جذبہ ایمان جس نے میدان بدر میں مولے کو شہباز سے ٹکرا دیا اور ایسی فتح مبین عطا فرمائی کہ قرآن مجید نے اسے ”یوم الفرقان“ کا نام دیا۔

جنگ موتہ میں مسلمانوں کی تعداد صرف تین ہزار اور دشمن کی تعداد دو لاکھ تھی جن میں سے ایک لاکھ رومی سپاہ کیل کانٹے سے لیس اور ایک لاکھ عرب قبائل کے جنگجو تھے کثرت تعداد اور سامان جنگ اگر فتح و شکست کا معیار ہوتا تو مسلمان کبھی بھی دشمن کے سامنے آنے کی جرات نہ کرتے۔ بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اسی وجہ سے جنگ شروع کرنے میں متامل تھے۔ لیکن مسلم فوج کے سپہ سالار حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ کے ایمان افروز خطاب نے تمام صحابہ کرام کو یکسو کر دیا۔ حضرت عبداللہ رواحہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا ”لوگو ! اللہ کی قسم جس چیز سے آپ کترارہے ہو یہ تو وہی شہادت ہے جس کی طلب میں آپ نکلے ہیں یاد رکھو دشمن سے ہماری لڑائی تعداد قوت اور کثرت کے بل پر نہیں بلکہ محض ایمان کے بل پر ہے جس سے اللہ نے ہمیں نوازا ہے اس لئے اٹھئے اور آگے بڑھئے ہمیں دو بھلائیوں میں ایک بھلائی حاصل ہو کر رہے گی یا تو غالب آئیں گے یا شہادت سے سرفراز ہوں گے۔“ گھمسان کی جنگ ہوئی ایمان اور کفر کی ٹکرائی عجیب و غریب منظر ساری دنیا نے پھٹی پھٹی نگاہوں سے دیکھا قلت تعداد اور قلت سامان کے باوجود جذبہ ایمان نے کفر کی ہمالیہ جیسی سربہ فلک قوت کے غرور کو پاش پاش کر دیا۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات اقدس کے فوراً بعد ہر طرف فتنے اور شور شین اٹھ کھڑی ہوئیں۔ جھوٹے مدعیان نبوت کا کا فتنہ مانعین زکوٰۃ کا فتنہ ارتداد کا فتنہ ایک سے ایک بڑھ کر فتنوں کے ساتھ جیش اسامہ رضی اللہ عنہ کا مسئلہ بھی درپیش تھا۔ صحابہ کرام نے ان نازک حالات میں فوج کو دار الخلافہ سے بھیجنے کی مخالفت کی تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ ”اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے اگر مدینہ میں اتنا سناٹا ہو جائے کہ درندے آ کر میری ٹانگیں نوچنے لگیں تب بھی میں اس مہم کو جس کی روانگی کا حکم رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم دے چکے ہیں نہیں روکوں گا۔“ مانعین زکوٰۃ کے خلاف جہاد کرنے کے بارے میں بھی صحابہ کرام نے اختلاف کیا تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا ”اللہ کی قسم ! جو شخص رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں بکری کا ایک بچہ زکوٰۃ میں دیتا تھا اگر وہ دینے سے انکار کرے گا تو میں اس کے خلاف جہاد کروں گا۔“ ان مشکل ترین حالات میں یہ صرف ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی ایمانی قوت ہی تھی جس نے تمام فتنوں کا استیصال کیا اور امت کی نئے سرے سے شیرازہ بندی کا عظیم کارنامہ سرانجام دیا۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت (۶۳۴ تا ۶۴۵) میں مسلمانوں نے ایران کے دار الخلافہ مدائن پر حملہ کرنا چاہا تو ایرانی فوج نے مدائن کے قریب دجلہ کا پل توڑ دیا تاکہ اسلامی لشکر آگے نہ بڑھ سکے اسلامی لشکر دریائے دجلہ پر پہنچا تو دریابور کرنے کا کوئی راستہ نہ تھا چنانچہ لشکر کے سپہ سالار حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے اللہ کا نام لے اپنا گھوڑا دریا میں ڈال دیا۔ انہیں دیکھ کر سارا لشکر دجلہ میں اتر گیا اور اطمینان سے دریا کو عبور کر لیا۔ ایرانی

فوج دور کھڑی یہ ناقابل یقین حیرت انگیز منظر دیکھ رہی تھی اسلامی لشکر کنارے پہنچا تو ایرانی فوج ”دیو آمدند“ دیو آمدند“ کہہ کر بھاگ نکلے اور ”شہنشاہ سلامت“ یزدگرد دار الخلافہ چھوڑ کر بھاگ گئے۔ تاریخ اسلام کا یہی وہ مشہور معرکہ ہے جس کے بارے میں شاعر مشرق علامہ محمد اقبال رحمہ اللہ نے اپنی مشہور نظم ”شکوہ“ میں یہ شعر لکھا۔

دشت تو دشت دریا بھی نہ چھوڑے ہم نے

بحر ظلمات میں دوڑا دیئے گھوڑے ہم نے

یزدگرد دار الخلافہ سے بھاگ کر حلوان پہنچا۔ اسلامی لشکر نے دار الخلافہ پر قبضہ کرنے کے بعد حلوان کی تسخیر کا ارادہ کیا۔ یزدگرد کو معلوم ہوا تو وہ حلوان سے بھی بھاگ گیا اور اسلامی لشکر نے حلوان کو بھی فتح کر لیا۔ یہ مسلمانوں کا فقط جذبہ ایمان ہی تھا کہ وہ جدھر کا رخ کرتے ہر چیز مخمر ہوتی چلی جاتی ورنہ تعداد اور ساز و سامان کے اعتبار سے قیصر و کسری مسلمانوں کے مقابلے میں کہیں زیادہ طاقتور تھے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے عہد مبارک کا ہی یہ واقعہ ہے کہ یرموک کے میدان میں مسلمان اور رومیوں میں خون ریز معرکہ ہوا جس میں مسلمانوں کی تعداد صرف تیس ہزار اور رومیوں کی تعداد دو لاکھ تھی۔ مسلمانوں میں ایک ہزار صحابہ کرامؓ بھی تھے جن میں سے ایک سو بدری صحابہ تھے۔ مسلمان بڑی بے جگری سے لڑے۔ رومیوں کے ایک لاکھ سپاہی مارے گئے۔ مسلمانوں کے صرف تین ہزار سپاہی شہید ہوئے اور مسلمانوں کو ایسی عظیم الشان فتح حاصل ہوئی کہ قیصر مایوس ہو کر شام سے قسطنطنیہ چلا گیا۔

۹۲ ہجری میں جنرل طارق بن زید رحمۃ اللہ علیہ اندلس میں جبرالٹر کے مقام پر اترے وہاں کے حاکم تھیوڈومیر سے مقابلہ ہوا جس میں تھیوڈومیر کو ایسی شکست ہوئی کہ اس نے خوف زدہ ہو کر شاہ اندلس راڈرک کو لکھا کہ ہمارے ملک پر ایسے آدمیوں نے حملہ کیا ہے نہ ان کا وطن معلوم ہے نہ ان کی اصلیت کہ کہاں سے آئے ہیں زمین سے نکلے ہیں یا آسمان سے اترے ہیں چنانچہ راڈرک ایک لاکھ کی فوج کے ساتھ مسلمانوں کا مقابلہ کرنے خود آیا۔ اسلامی لشکر کی تعداد صرف بارہ ہزار تھی۔ طارق بن زید رحمۃ اللہ علیہ نے جنگ سے پہلے مختصر خطاب کیا ”اما بعد“ لوگو! میدان جنگ سے اب کوئی مفر کی صورت نہیں آگے دشمن ہے پیچھے دریا۔ اللہ کی قسم پامردی اور استقلال ہی میں نجات ہے اگر یہ دونوں باتیں موجود ہیں تو قلت تعداد سے کوئی نقصان نہیں پہنچ سکتا اور بزدلی، کاہلی، سستی، نامردی، باہمی اختلافات اور غرور کے ساتھ کثرت تعداد کوئی فائدہ نہیں پہنچا سکتی، خبردار ذلت پر راضی نہ ہونا اور اپنے آپ کو دشمن کے حوالے نہ کرنا اللہ تعالیٰ نے مشقت، جفاکشی کے ذریعہ دنیا میں تمہارے لئے جو عزت و شرف اور راحت اور آخرت میں شہادت کا جو ثواب لکھا ہے اس کی طرف بڑھو، اللہ کی پناہ اور حمایت کے باوجود اگر تم ذلت پر راضی ہو گئے تو بڑے گھائے میں رہو گے۔ دوسرے مسلمان الگ تمہیں برے الفاظ سے یاد کریں گے جیسے ہی میں حملہ کروں تم بھی حملہ کر دینا۔“ اجنبی زبان، اجنبی ماحول اور اجنبی جغرافیہ کے باوجود جب مقابلہ ہوا تو راڈرک نے شکست فاش کھائی اور ایسا لاپتہ ہوا کہ تاریخ آج تک اس کا انجام بتانے سے قاصر ہے۔ راڈرک کی شکست کے بعد مسلمان اندلس کے تمام اہم صوبوں قرطبہ، طلیطلہ، تدیر، قرمونہ، اشبیلیہ اور بلیوس کو مسخر کرتے ہوئے فرانس کی سرحد دریا نیرونہ تک پہنچ گئے اور فرانس کے بعض علاقے بھی فتح کئے۔ بحر روم کا سب سے بڑا جزیرہ سسلی بھی اسی زمانے میں فتح ہوا..... مورخین کا بیان ہے کہ اندلیسوں پر مسلمانوں کی اتنی ہیبت چھائی ہوئی تھی کہ انہیں کوئی روکنے والا نہ تھا۔ طارق بن زید رحمۃ اللہ علیہ جدھر کا رخ کرتا فتح و کامرانی ہمراہ ہوتی اندلیس خود پیش قدمی کر کے صلح کرتے طارق آگے علاقے فتح کرتے جاتے اور موسیٰ بن نصیر رحمۃ اللہ علیہ پیچھے پیچھے صلح ناموں اور معاہدوں کی تصدیق کرتا جاتا۔


تاریخ اسلام اس بات کی شاہد ہے کہ کفار کے مقابلے میں مسلمانوں کو تعداد اور سامان جنگ کی برتری کبھی حاصل نہیں ہو سکی (الامشاء اللہ) مسلمانوں نے ہمیشہ اپنے جذبہ ایمان کی بنیاد پر میدان جنگ میں ایسے ایسے محیر العقول کارنامے سرانجام دیئے کہ دشمنوں کی کثرت تعداد اور کثیر سامان جنگ دھڑے کا دھرا رہ گیا۔

ہمیں یہ حقیقت ہرگز فراموش نہیں کرنی چاہئے کہ مسلمان کا اصل ہتھیار اس کا ایمان ہے ہم اور میزائل نہیں، ہم اور میزائل وہ اسلحہ ہے جو پڑا پڑا ناکارہ

ہو سکتا ہے جسے دشمن چھین سکتا ہے یا جسے دشمن تباہ کر سکتا ہے لیکن ایمان وہ اسلحہ ہے جو نہ پرانا ہوتا ہے نہ اسے دشمن چھین سکتا ہے نہ اسے تباہ کر سکتا ہے، لہذا سامان جنگ اور اسلحہ کی تیاری اور حصول دینی، ملی اور قومی غیرت کے تحفظ کے ساتھ ہو تو بالکل بجا اور درست لیکن سامان جنگ اور اسلحہ کا ایسا حصول جس کے نتیجہ میں مسلمانوں کی اسلامی اقدار، اسلامی روایات اور اسلامی شعار پامال ہوں یا مسلمانوں کے قومی وجود کو خطرہ ہو یا مسلمانوں کے دین اور ایمان پر ڈاکہ ڈالا جا رہا ہو تو یہ سراسر خسارے کا سودا ہے۔ ایمان کی قوت سلامت ہو تو قلت تعداد اور قلت سامان مسلمان کو ہرگز نقصان نہیں پہنچا سکتی لیکن ایمان سلامت نہ ہو تو اسلحہ کے کروڑوں ٹن بھی اسے فتح سے ہمکنار نہیں کر سکتے۔ مسلمانوں کی فتح صرف اللہ پر ایمان اور توکل کے ساتھ مشروط ہے۔ تاریخ کی گواہی بھی ہے اور اللہ تعالیٰ کا قانون بھی

﴿وَلَا تَهِنُوا وَلَا تَحْزَنُوا أَنْتُمْ الْأَعْلَوْنَ إِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ﴾

”دل شکستہ نہ ہو، غم نہ کرو، اگر تم مومن ہو تو تمہی غالب رہو گے۔“ (سورہ آل عمران آیت نمبر ۱۳۹)

قارئین کرام ! جہاد افغانستان کے عالمی سطح پر دشمنان اسلام جس طرح جہاد کے بارے میں شکوک و شبہات پیدا کر رہے ہیں اور مجاہدین کے خلاف نفرت انگیز پروپیگنڈہ کا تابہ فلک شور و غوغا برپا کیا جا رہا ہے اس بات کی اشد ضرورت ہے کہ اہل علم اس بے بنیاد اور گمراہ کن پروپیگنڈے کا موثر انداز میں جواب دیں، ہم نے اپنی بساط کے مطابق اقوام عالم کی جنگوں کا غزوات مقدس سے تقابل کر کے جہاد کے اسلامی نقطہ نظر کو واضح کرنے کی اپنی سی کوشش کی ہے (جو ضمیمہ کی شکل میں شامل اشاعت ہے) ہمیں اس کاوش میں کہاں تک کامیابی ہوئی ہے یہ جاننے کے لئے ہمیں اپنے قارئین کرام کی آراء کا شدت سے انتظار رہے گا۔ ضمیمہ کو پڑھنے کے لئے یہاں کلک کریں 

دشمنان اسلام کے شبانہ روز پروپیگنڈے سے مرعوب ہو کر بعض مسلم حکمرانوں کا اپنے اپنے ملک کے اندر مجاہدین کے ساتھ غیر اسلامی اور غیر انسانی رویہ بہت ہی افسوسناک اور شرمناک فعل ہے ایسے نازک حالات میں جو افراد اور جماعتیں اپنی قوت ایمانی کے بل پر مختلف ممالک میں جہاد کا علم بلند کئے ہوئے ہیں ہم ان کی عزیمت اور عظمت کو ان کی جرات اور بسالت کو سلام پیش کرتے ہیں اور دعاء کرتے ہیں کہ اے کائنات کے تہما لک ! اپنے فیصلے کو نافذ کرنے کی قدرت رکھنے والے جبار و قہار ! اے مجرموں سے انتقام لینے والے ! اے عاد و ثمود کو ہلاک کرنے والے ! اے آل لوط اور آل فرعون کو نیست و نابود کرنے والے ! اے اصحاب الاخدود اور اصحاب الفیل کا نام و نشان مٹانے والے ! آج دنیا کی ساری طاغوتی طاقتیں مل کر تیرے دین کو ملیا میٹ کرنا چاہتی ہیں مسلمانوں پر جا بجا ظلم و ستم کے پہاڑ توڑے جا رہے ہیں معصوم بچوں کو ذبح کیا جا رہا ہے عفت مآب خواتین کی عصمتوں سے کھیلا جا رہا ہے خوبصورت بستیاں ویران کی جا رہی ہیں سرسبز و شاداب وادیاں نذر آتش کی جا رہی ہیں رستے بستی گھرا جاڑے جا رہے ہیں اہل وطن بے وطن کئے جا رہے ہیں اور تیرے مٹھی بھر نام لیوا تیرے نام کے سہارے ہر جگہ باطل سے برس رہا ہے اے بدروخین میں اپنے بندوں کی نصرت فرمانے والے اپنے ان ناتواں اور بے سروسامان بندوں کی نصرت اور تائید فرما، ان میں اتحاد و اتفاق پیدا فرما، ان کے معاملات کی اصلاح فرما، ان کے ذریعے اسلام اور مسلمانوں کو ساری دنیا میں عزت اور عظمت عطا فرما، اے کتاب کے نازل فرمانے والے اے جلد حساب لینے والے، لشکروں کو تنہا شکست دینے والے، دین کے ان دشمنوں کے قدم ڈگمگائے ان کے دلوں میں اختلاف پیدا فرما، ان کو ساری دنیا میں ذلیل اور رسوا فرما، ان پر لعنت کر اور انہیں بدترین شکست دے اور ان پر ایسا عذاب نازل فرما جسے تو کبھی واپس نہیں پھیرتا۔ آمین۔